نگرانِ اعلیٰ مفتی محمود

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

اسلامی اقدار کا نقیب

ایک روپیہ

۷ جولائی ۷۸ء، ۲ رجب المرجب ۹۸ھ

احتساب کے موجودہ طریق کار سے معاشرہ کے فسادی عنصر کا خاتمہ ناممکن ہے

21/97

حادثات سے تحفظ کے لئے ہیلمٹ کا استعمال؟

قصہ ایک باغی مرید کا

یہ پاکستان کیوں بنا؟ کیونکر بنا؟

قسط

۳۵ برس قبل مسلمانوں کی خستہ حالی پر فریاد

بقائد قومی اتحاد و جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ نے آج سے ۳۵ برس قبل ۱۳۶۳ھ میں عالم اسلام اور مسلمانوں کی حالت زار پر اس منظوم کلام میں اپنے احساسات کا اظہار فرمایا تھا۔ یہ نادر و نایاب نظم حضرت مفتی صاحب کی سخن دانی اور ذوق شعر و شاعری کا ایک واضح ثبوت ہے۔ اس قیمتی تحفہ کو پہلی بار "الحق" نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ہم اسے "الحق" دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور کے تشکر کے ساتھ قارئین کی نذر کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

حیف دیروز کہ من سوئے گلستاں دیدم
ہمچو شبنم گل بلبل ہمہ گریاں دیدم

جانب شام و عراق و سوئے ایراں دیدم
ہمہ آفاق پر از فتنۂ دوراں دیدم

مصر در بستۂ زنجیر غلامیست ہنوز
شاہ البانیہ را بے سر و ساماں دیدم

نغمہ سنجان خراسان و حجاز و شیراز
ہمہ را از غم صیاد ہراساں دیدم

بنی عباس دریں عہد نہ آل سفیان
نہ بہ کاشانۂ آں دولت عثماں دیدم

ماہ انور بہ بخارا شدہ در خاک نہاں
آہ بے رونقیٔ محفل ترکاں دیدم

برد حب وطن احساس بقائے ملت
قوم را بے خبر از نکتۂ قرآں دیدم

سبزہ پامال و خزاں دیدہ شدہ برگ و ثمر
آہ شیرازۂ اسلام پریشاں دیدم

نہ شب ماہ نہ گلشن نہ بہار لب جو
نہ سر شاخ گلے مرغ خوش الحاں دیدم

مدتے شد کہ در انبوہ وطن قافلہ را
مبتلائے الم شام غریباں دیدم

بنگر اے شاہ امم سوئے لباس امت
جامۂ ہست نہ دامن نہ گریباں دیدم

آں حریمے کہ دراں در شب معراج شہا
قد بے سایۂ تو سرو خراماں دیدم

ارض پاکش شدہ جولانگہ بیداد یہود
ہمہ آغشتہ بخوں نعش مسلماں دیدم

آں زمینے کہ نشان کف پایت بودہ
بر ہماں خاک عرب گنج شہیداں دیدم

رام شد حلقۂ گرداب یم نیل و فرات
کشتیٔ دجلہ و بغداد بہ طوفاں دیدم

ہر بلائیکہ شد از گردش دوراں پیدا
آہ برباد کن قوم مسلماں دیدم

فتنۂ روس کہ آورد بلائے الحاد
دشمن ملت و غارتگر ایماں دیدم

بصرہ خالی ز حسنؒ ہست ز نعمانؒ کوفہ
مسجد و خانقہ و مدرسہ ویراں دیدم

بشنو فریاد ز محمود دل افگار حزیں
کہ گرفتار بہ بند غم و حرماں دیدم



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۲۷
جمعۃ المبارک ۷ جولائی ۷۸ء، ۲ رجب المرجب ۹۸ھ

مسلم لیگ بہر صورت حکومت میں شامل ہونا چاہتی ہے۔

۲۵ جون کو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنی تقریر میں قومی اور سول حکومت کی بساط لپیٹ کر رکھدی تھی حتیٰ کہ جنرل صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اب حکومت سیاسی جماعتوں سے تعاون حاصل نہیں کرے گی جنرل صاحب نے فرمایا تھا کہ اب حکومت خود اپنی ذمہ داری پر وفاقی اور صوبائی کابینہ تشکیل دے گی

حکومت کی طرف سے قومی اور سول حکومت کی تجویز واضح طور پر ترک کر دینے کے بعد سیاسی رہنماؤں، قومی حلقوں اور عوام میں اس اعلان پر اسلئے اظہار اطمینان کیا جارہا تھا کہ کم از کم گزشتہ تین ماہ سے حکومت اور سیاستدانوں کی آنکھ مچولی کی وجہ سے قوم جس اضطراب میں مبتلا تھی وہ ختم ہو گیا اور یہ بحث اب ختم ہو گئی کہ قومی حکومت بنتی ہے یا نہیں بنتی۔ بننے کی صورت میں اس کی ہیئت کذائیہ کیا ہو گی اور نہ بننے کی صورت میں حکومت اپنی ذمہ داریوں سے کسطرح عہدہ برآں ہو گی۔

لیکن ابھی یہ بحث ختم ہی ہوئی تھی اور قوم نے کسی حد تک سکھ کا سانس ہی لیا تھا کہ پاکستان مسلم لیگ نے انفرادی حیثیت سے حکومت میں شریک ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس سے بھی بڑھ کر پاکستان قومی اتحاد کے نائب صدر اور پاکستان مسلم لیگ کے صدر پیر آف پگارا تو یہاں تک بھی کہہ گذرے کہ مسلم لیگ قومی اتحاد میں شامل رہنے یا نہ رہنے کا فیصلہ کریگی چونکہ قومی اتحاد کی جنرل کونسل کے گذشتہ اجلاس میں قومی اتحاد اور مسلم لیگ میں اختلاف ہو گیا تھا۔ اس بیان کے بعد اپنی جماعت کی مجلس عاملہ کا اجلاس بلا کر کثرت رائے سے حکومت میں شرکت کے فیصلہ پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دیگئی اور اب تو وزراء کے ناموں کو بھی آخری شکل دیدیگئی ساتھ ہی یہ تازہ بیان بھی دیدیا گیا کہ مسلم لیگ قومی اتحاد سے نکلنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی، تاکہ عوام میں پھیلی ہوئی مایوسی، بدظنی اور غیض و غضب کی بھی روک تھام کیجا سکے مگر ایں خیال است و محال است و جنوں

اس کے برعکس پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود کا موقف یہ ہے کہ قومی اتحاد سے تعلق رکھنے والی کسی بھی جماعت کو قومی اتحاد کی مرضی و منشاء کے خلاف یا کم از کم قومی اتحاد کی جنرل کونسل کی رضامندی کے بغیر حکومت میں شمولیت اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔

مفتی صاحب نے اپنے موقف کی تائید میں وہ قرارداد بھی پیش کی ہے جو قومی اتحاد کی جنرل کونسل نے متفقہ طور پر پاس کی تھی اور جس میں کہا گیا تھا کہ اگر حکومت نے قومی اتحاد کی تحت شرائط تسلیم نہ کیں تو قومی اتحاد سے تعلق رکھنے والی کوئی بھی جماعت حکومت میں شامل نہیں ہو گی۔

لیکن مسلم لیگ کی طرف سے جو کچھ ہو رہا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں مسلم لیگ بہر صورت حکومت میں شامل ہونا چاہتی ہے یہانتک کہ قومی اتحاد میں ٹوٹ پھوٹ کے علاوہ اگر اسکی اپنی جماعت میں بھی گروپ بندی ہوتی ہو تو ہو جائے۔ اس سلسلہ میں عوام کی حیرت کا باعث مسلم لیگ کے وہ رہنما بنے ہوئے ہیں جنہوں نے پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں خاصی صعوبتیں برداشت کیں مگر اب انہیں بیلی دوزارت کی فرقت ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہیں۔

قومی اتحاد نے حکومت کو جو خط متفقہ طور پر ارسال کیا تھا حکومت نے اسے تسلیم نہیں کیا اسکے بعد حکومت سے آخری مذاکرات کے دوران جو تحریر قومی اتحاد نے متفقہ طور پر تیار کی تھی حکومت نے اسے بھی ماننے سے انکار کر دیا اور اپنی تجاویز پر ڈٹی رہی اور کھلے لفظوں میں سیاستدانوں کا تعاون حاصل کرنے کی ہی بات ختم کر دی مگر مسلم لیگ کے بعض معروف رہنما انتخابات کے بعد نمائندہ حکومت کے قیام تک صبر نہیں کر سکتے۔

رہی انکی یہ دلیل کہ اس وقت ملک شدید بحران سے گذر رہا ہے حکومت سے تعاون کرنا ضروری ہے تو عرض خدمت یہ ہے کہ اس تعاون سے تو کسی نے کبھی انکار نہیں کیا۔ تعاون دینے والوں کے انکار کے باوجود بھی قومی اتحاد کے صدر نے یہی بیان دیا کہ وہ انتخابات تک موجودہ حکومت سے تعاون کرتے رہیں گے۔ جہاں تک ملک کو بحران سے نکالنے کی بات ہے تو یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ ایک دو جماعتوں کے تعاون سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا اس کیلئے ضرورت تو اس امر کی ہے کہ پیپلز پارٹی کے علاوہ قومی اتحاد سے باہر کی جماعتیں بھی حکومت میں شامل ہو کر تعاون کریں اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو اتنا ضرور ہونا چاہیئے تھا کہ قومی اتحاد ہر دو حکومت میں شامل ہو کر تعاون کرے مگر بااختیار حکومت میں شرکت برائے شرکت سے یہ مسئلہ حل ہونیوالا نہیں ہے۔ مشیروں کا تقرر ہمارے اس دعوے پر دلیل ہے۔

باقی صفحہ ۱۰ پر

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی
بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ — روپے
ششماہی
۲۳ — روپے
سہ ماہی — ۱۱/۵۰ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ
یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

مولانا عبید اللہ انور نے [illegible] سے چھپوا کر [illegible] شائع کیا

مدرسہ احسن المدارس خانیوال کے سالانہ جلسے میں
امیر مرکزیہ حضرت درخواستی مدظلہ کا روح پرور خطاب

اسلامی نظام کے نفاذ کے بغیر یہ ملک نہیں چل سکتا

گذشتہ دنوں حافظ الحدیث والقرآن امیر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ نے پنجاب اور سرحد کے جن علاقوں کا دورہ کیا ان میں خانیوال بھی ہے۔ آپ نے اپنے اس مختصر دورے کا آغاز دارالعلوم کبیروالہ میں ختم بخاری شریف سے کیا۔ آپ خانپور سے چناب ایکسپریس کے ذریعہ ملتان پہنچے اور ملتان سے بائی روڈ کبیروالہ تشریف لائے۔ جمعیۃ ضلع ملتان کے امیر سید خورشید عباس گردیزی اور آپ کے صاحبزادے برادرم جمیل الرحمٰن درخواستی آپ کے ہمراہ تھے۔

کبیروالہ میں ختم بخاری شریف کی روح پرور تقریب ظہر و عصر کے درمیان منعقد ہوئی جس میں حضرت مدظلہ نے گوہر گراں مایہ لٹائے اور تشنگانِ علوم دینیہ کو مالا مال کیا۔ عصر سے مغرب تک ملاقاتوں اور بیعت کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی اثناء میں راقم الحروف بھی حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا۔ اس سے قبل مولانا محمد رمضان صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام خانیوال اور جمعیۃ طلباء اسلام خانیوال کے صدر جناب محمد طاہر اور انکے ساتھی بھی حضرت کی خدمات میں پہنچ چکے تھے۔ جمعیۃ طلباء کے ساتھیوں نے حضرت سے گذارش کی کہ ہم خانیوال جمعیۃ طلباء کی طرف سے آپ کیلئے استقبالیہ تقریب کے انعقاد کا ارادہ رکھتے ہیں، حضرت قبول فرمالیں۔ حضرت نے بطیب خاطر طلباء کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا اور طلباء شاداں و فرحاں خانیوال انتظامات کی غرض سے لوٹے۔ مولانا محمد رمضان صاحب کی خواہش تھی کہ حضرت ایک نماز ان کی مسجد میں پڑھا دیں وہ بھی امیر ضلع کی یقین دہانی پر واپس لوٹ آئے۔ راقم کو بھی حضرت نے حکم فرمایا کہ تم بھی جاؤ اور جلسہ کا انتظامات کرو میں پہنچ جاؤں گا۔ تعمیل حکم میں میں بھی اپنے مکرم دوست جناب رحمان بخش صاحب کے ہمراہ خانیوال آگیا۔

ہماری آمد سے قبل ہمارے مدرسہ احسن المدارس خانیوال کے مدرس جناب قاری محمد غوث صاحب مدظلہ نے تمام انتظامات مکمل کر لیئے تھے اور اب صرف حضرت کی تشریف آوری کا انتظار تھا۔ جلسہ مدرسہ کے وسیع صحن میں ہو رہا تھا اور شہر و مضافات کے لوگ کشاں کشاں اور خراماں خراماں تشریف لا رہے تھے۔ لاؤڈ سپیکر پر مدرسہ کا ایک ننھا طالب علم تلاوت قرآن حکیم کر رہا تھا۔

حضرت خانیوال تشریف لائے تو سب سے پہلے جمعیۃ طلباء اسلام خانیوال کے مجاہدوں کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے دفتر جمعیۃ میں استقبالیہ تقریب میں شریک ہوئے۔ آپ نے اپنی روحانی اولاد کو پند و نصائح سے نوازا۔ اس کے بعد جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان کے ناظم جناب حکیم محمد عالم جاوید صاحب کے مکان پر کھانے کے لئے تشریف لے گئے۔ محترم خورشید عباس گردیزی اور آپ کے صاحبزادے ہمراہ تھے حکیم صاحب سراپا انتظار بنے ہوئے تھے کہ حضرت کی گاڑی پر نظر پڑی اور سب لوگ مصافحہ کیلئے بڑھے اور حضرت موتی بکھیرنا شروع ہو گئے۔

اس دوران مدرسہ احسن المدارس کا جلسہ باقاعدہ شروع ہو گیا تھا۔ صدارت میرے استاذ مربی حضرت مولانا محمد حسن صاحب خلیفہ مجاز حضرت شیخ لاہوری رح فرما رہے تھے۔ تلاوت قرآن حکیم کے بعد جناب مولانا محمد شریف ماہی نے اپنی پنجابی نظم پیش کی جو حالات حاضرہ کی عکاسی کرتی تھی۔ برادرم سلمان گیلانی نے اپنے تازہ بتازہ کلام سے حاضرین کو گرمایا اور نعرہ ہائے تکبیر و تحسین بلند ہوئے۔ دارالعلوم کبیروالہ کے مدرس جمعیۃ طلباء کبیروالہ کے سرپرست حضرت مولانا ظفر احمد قاسم نے میرے اسلاف کی سیرت اور تاریخ اکابر کے موضوع پر مختصر علمی خطاب کیا۔ ان کے بعد پھر سلمان صاحب کو دعوت سخن دی گئی اور پھر حضرت مولانا محمد حق نواز صاحب آف جھنگ نے مدارس دینیہ کی اہمیت اور تاریخ اکابر کے موضوع پر ولولہ انگیز خطاب کیا۔ مولانا کاروان حق کے حدی خوانوں کی داستان جرأت و عزیمت دہرا کر انگریز کے پشتیبنی وفاداروں کی اولاد معنوی کو دعوت غور و فکر دے رہے تھے اور مجمع نعرہ ہائے تکبیر سے اپنے ولولوں اور جوش و جذبات کا اظہار کر رہا تھا۔ مدرسہ احسن المدارس کا وسیع و عریض صحن عوام سے بھرا ہوا تھا اور مختلف گوشوں سے نوجوان خون سید حسین احمد مدنی رح اور شیخ الہند زندہ باد کے فلک شگاف نعرے بلند کر رہا تھا۔

اسی دوران حضرت کی کار پر نظر پڑی۔ مدرسہ کے قاری صاحب اور طلباء انتظامیہ والے آگے بڑھے، حضرت کا خیر مقدم کیا۔ کچھ دیر کے لئے حضرت کمرے میں چلے گئے اور پھر اسٹیج پر تشریف لائے۔ حضرت مولانا مفتی علی محمد، سید خورشید عباس گردیزی اور محمد اصغر مرزا ایڈوکیٹ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ جونہی آپ نے کرسی سنبھالی خدا کی شان کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل پڑی اور پھر صبح تک ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلتی رہی۔ حضرت نے خطبۂ مسنونہ کے بعد سیرت طیبہ اور مدارس دینیہ کی ضرورت کے موضوع پر ارشادات فرمائے۔ آپ نے کہا کہ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک اس ملک میں محمدی نظام نافذ نہیں ہو جاتا۔ آپ نے قرآن و حدیث سے دلائل دے کر سمجھایا کہ اسلامی نظام کی کیا برکات ہیں۔ آپ نے کہا کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے بغیر یہ ملک نہیں چل سکتا۔

آپ نے مدرسہ کی جگہ اور ماحول پر دوران تقریر اظہار مسرت فرمایا اور لوگوں کو مدرسہ کی ہر قسم کی اعانت فرمانے کی تلقین کی۔ جلسہ کوئی تین بجے تک جاری رہا اور حضرت مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا اور پھر حضرت میاں چنوں، بھائی پھیرو، لاہور، گوجرانوالہ اور راولپنڈی سے ہوتے

حافظ نور احمد رحیمی ملتان

احتساب کے موجودہ طریق کار سے معاشرہ کے فسادی عنصر کا خاتمہ ناممکن ہے

محاسبہ کے عمل کو شروع ہوئے مہینوں گذر چکے ہیں اور قوم کی آنکھیں آئے دن اٹھتی ہیں کہ شاید امید کی کوئی کرن نظر آجائے مگر محاسبہ کی غیر مطمئن رفتار نے ہر طرف گھٹا ٹوپ اندھیرے کے سائے طویل کر دیئے ہیں۔ قومی توقعات ہرگز یہ نہ تھیں کہ احتساب کا یہ طویل المیعاد وقت اس مایوسی سے گذرے گا۔ پی۔ پی۔ پی کے افراد نے ملک کے خزانے کو لوٹا ہے۔ قوم کا مطالبہ یہ ہے کہ وہ خزانہ ملک کی دولت کا ایک حصہ ہے، اسے واپس قومی خزانے میں آنا چاہئے۔ مگر اس احتساب سے کوئی ایسا پہلو سامنے نہیں آیا جس سے معلوم ہو سکے کہ غصب شدہ مال واپس قوم کو مل سکے گا اور قوم کی خوشحالی کے لئے کوئی فائدہ ہوگا۔

اول تو ایسے احتساب کی کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی کہ ان لوگوں کو جنہوں نے ہزاروں غبن کئے۔ پرمٹ حاصل کئے۔ زمینوں کی الاٹ منٹ اپنے نام کرائی۔ جعلی ناموں پر وافر مقدار میں قرضے حاصل کئے۔ ان لوگوں کا احتساب تو ہو رہا ہے جنہوں نے ایسے لوگوں کے لئے راہیں فراہم کیں لیکن جن لوگوں نے غلط فوائد اٹھائے ہیں ان کا نام احتساب کی فہرست میں داخل ہی نہیں ۔ ہماری مراد اس سے یہ ہے کہ اسمبلی نمائندگان تو احتساب کی زد میں ہیں اور ان کے احتساب کے نتائج بھی اس سے زیادہ اور کچھ نظر نہیں آتے کہ ان کو سیاسی طور پر نااہل قرار دیا جائے گا۔ لیکن قومی خزانہ کس طرح قوم کے معصوم بچوں کو مل سکے گا اس کے لئے احتساب میں کوئی شق نظر نہیں آتی۔ نو ماہ کے طویل احتساب سے صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ صرف نبی بخش بھرگڑی کو سات سال کے لئے انتخاب کے لئے نااہل قرار دے دیا۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان کے ذمہ دیگر جرائم میں ان کی سزا کیا ہوگی؟ اس معاملہ میں ہماری خصوصی عدالتیں بھی خاموش ہیں۔

سیاسی بصیرت رکھنے والے لوگوں نے احتساب کی اس کیفیت کو شروع سے ہی بھانپ لیا تھا اس لئے ان کی طرف سے اس احتساب کی مخالفت کی گئی۔ اس لئے اول تو ضرورت اس بات کی ہے کہ دفاعی امور کو مضبوط کرنے کے لئے انتخابات فوراً منعقد کرائے جائیں۔ اور احتساب کو منتخب نمائندہ حکومت کے سپرد کر دیا جائے۔ اور اگر احتساب کرنا ہی ہے تو پھر صرف نمائندگان اسمبلی کا احتساب ہی کیوں اور وہ بھی بے معنی اور بے مقصد۔؟ حالانکہ ان افراد کے احتساب کی بھی سخت ضرورت ہے جنہوں نے ان اسمبلی نمائندگان سے مالی فوائد اٹھائے ہیں۔ جائیدادیں بنائی ہیں۔ وہ لوگ جن کو دو وقت کھانا مشکل سے ملتا تھا آج لکھ پتی بن چکے ہیں ان لوگوں کا احتساب بالکل نہیں ہو رہا ہے۔ حالانکہ اگر ان لوگوں کا احتساب کیا جائے تو یہ خود آئندہ اسمبلی نمائندگان سے غلط فوائد اٹھانے کے لئے گریز کریں گے۔ اسمبلی نمائندگان تو بعض لوگوں کے سامنے مجبور بھی ہوتے ہیں کہ آئندہ پھر ووٹ حلقہ سے حاصل کرنا ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ جن کا ذاتی کوئی اثرورسوخ نہیں صرف شاہ پرستی کے زعم میں ملک کی دولت کی بندر بانٹ میں برابر کے شریک ہوں گے۔ اب صرف اسمبلی نمائندگان کے احتساب سے کیا فائدہ ہوگا؟ ان لوگوں کو سبق سکھانے کی ضرورت ہے کہ وہ ملکی معاملات میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں۔ اگر سیاسی کالی بھیڑوں کا احتساب نہیں ہوتا تو موجودہ احتساب کے بعد جو اسمبلی نمائندگان سامنے آئیں گے یہ حاشیہ بردار وہاں بھی پہنچ جائیں گے۔ اصل میں معاشرہ کا یہی فسادی عنصر ہے جس کا خاتمہ اور اصلاح کی از حد ضرورت ہے ورنہ ملک کی بگڑتی ہوئی صورت کو خواہ کیسی ہی قیادت ہو صحیح خطوط پر نہیں چلا سکتی۔

معاشرہ اور عوام الناس کی اصلاح کے لئے جہاں اصلاحی نظریات اور صحیح عملی اقدام کی ضرورت ہے وہاں یہ اول درجہ میں ضروری ہے کہ معاشرہ کے ایسے ناہنجار افراد کی طبائع کو درست کیا جائے ورنہ جن لوگوں کو حرام منہ لگ چکا ہے وہ ایسی ناجائز حرکات کے مرتکب ہوتے رہیں گے۔ اور جب ان کو کسی قدغن کا خوف نہ ہوگا تو پھر اور دیدہ دلیری سے قوم اور ملک کی تباہی میں شریک ہوں گے۔ مفاد پرست عناصر یہ کسی سیاسی پارٹی سے وابستہ نہیں ہوتے۔ ان کو اپنی مخصوص اغراض جہاں پورا ہوتی نظر آتی ہیں وہاں سجدہ ریزیاں شروع کر دیتے ہیں اور جب کسی پارٹی کا احتساب شروع ہوتا ہے یا عوام میں اس پارٹی کی وقعت کم ہو جاتی ہے تو وہ پارٹی بدل لیتے ہیں اور پھر انصاف کی مسند پر آن بیٹھتے ہیں اور عوام کو پھر ایسے افراد سے پالا پڑتا ہے اور معاشرہ اسی نہج پر چل نکلتا ہے۔ اگر ایسے افراد کا بھی احتساب ہو جائے تو سیاسی وفاداریاں بدلنے سے جو یہ لوگ فوائد اٹھاتے ہیں اس سے بھی از خود بچیں گے۔

اس لئے حکام بالا سے گذارش ہے کہ معاشرہ کے اس فسادی عنصر کا خاتمہ بہت ضروری ہے اس کی طرف توجہ فرما دیں۔ ورنہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے بعد بھی اس کی ناکامی میں ایسے افراد آڑے آئیں گے۔

اکرام القادری

قرضوں کی بنیاد پر ترتیب دیا گیا بجٹ اسلامی نہیں ہو سکتا

حکومت نے سیاستدانوں کو مطمئن کرنے کی بجائے مطعون کیا ہے

پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود سے ایک ملاقات

گذشتہ دنوں پاکستان قومی اتحاد کے صدر اور جمعیت علماء اسلام کے ناظم عمومی مولانا مفتی محمود مدظلہ کوئٹہ جانے کی غرض سے لاہور تشریف لائے تو انہیں اپنے پروگرام کے برعکس علالت کی وجہ سے ڈاکٹروں کی ہدایت پر لاہور میں دو روزہ قیام کرنا پڑا۔ اسی دوران حضرت مفتی صاحب کی مزاج پرسی کی غرض سے مولانا زاہد الراشدی اور محترم رحمان بخش صاحب کے ہمراہ حاضر خدمت ہوا تو آپ نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی تقریر اور قومی بجٹ پر اظہار خیال فرماتے ہوئے کہا

"موجودہ فوجی حکومت گذشتہ سال پانچ جولائی کو برسر اقتدار آئی تھی۔ اقتدار کی کرسی پر متمکن ہو کر فوج نے جو بھاری ذمہ داری قبول کی تھی۔ اب اسے چاہیئے کہ وہ اسے سنبھالے، ہماری پرخلوص دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ فوج نے ہمیں بھی اپنی ذمہ داری میں شرکت کی دعوت دی تو ہم نے ملک اور قوم کے مفاد کی خاطر تین ماہ تک ان سے مذاکرات جاری رکھے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ حکومت ہماری ذمہ داریوں کے سلسلے میں ہمیں مطمئن نہیں کر سکی۔

موجودہ حکومت کی مجوزہ صورت ہمارے لئے قابل قبول نہیں تھی۔ ابھی حکومت کے اور ہمارے مابین بات چل رہی تھی کہ جنرل ضیاء الحق نے ۲۵ جون کو قوم سے خطاب کرتے ہوئے قومی حکومت کے قیام کی تجویز ترک کر دی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ گو ایسا اچانک اور یک طرفہ طور پر کیا گیا مگر اس سے ہمارا بوجھ ہلکا ہو گیا۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہم اپنی جگہ مطمئن ہیں اور حکومت کو انتخابات تک سہارا دیتے رہیں گے مگر ہم حکومت کے کاموں پر جائز لو ضروری تنقید بھی کرتے رہیں گے۔ مفتی صاحب نے اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ جنرل صاحب نے بلاوجہ سیاستدانوں کو مطعون کیا ہے جبکہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔

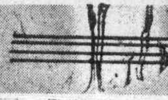
الیکشن میں تاخیر کے سوال پر مفتی صاحب نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ حکومت الیکشن میں مزید تاخیر نہیں کرے گی۔ اس سلسلے میں حکومت نے قوم سے پختہ وعدہ کیا ہوا ہے اور اس وعدے کا بار بار اعادہ بھی کیا جاتا رہا ہے۔ خود جنرل صاحب نے ۱۹۷۸ء میں مارچ سے اکتوبر تک الیکشن منعقد کرانے کا وعدہ کیا ہوا ہے لہٰذا مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے وعدے سے نہیں پھریں گے اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی نیک نامی کی وجہ سے بھی اس وعدے کو وقت پر پورا کریں گے۔

مفتی صاحب سے سوال کیا گیا کہ جب حکومت نے انتخابات کے انعقاد کا وعدہ کیا ہوا ہے تو آپ کو حکومت میں شامل ہو جانا چاہیئے تھا۔

آپ نے فرمایا کہ ہم نے حکومت میں شامل ہونے سے انکار نہیں کیا تھا لیکن قوم کے پاس جانے کے لئے بھی تو کوئی چیز ہمارے پاس ہونی چاہیئے تھی۔ ہم تو قوم سے یہی کہہ رہے تھے کہ ہم جمہوری اقدار کی بحالی اور انتخابات کے انعقاد کے لئے حکومت میں شامل ہو رہے ہیں اور اگر ان دونوں باتوں کے سلسلہ میں ہمیں مطمئن بھی نہ کیا جائے اور ہم سے یہ توقع بھی رکھا جائے کہ ہم حکومت میں شامل ہو جائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پیش نظر صرف اور صرف کرسی ہے جبکہ کرسی کی حیثیت میرے نزدیک ثانوی ہے اصل چیز ملک اور قوم کا مفاد ہے جو کسی قیمت پر بھی قربان نہیں کیا جا سکتا۔

جب مفتی صاحب سے یہ سوال کیا گیا کہ آپ نے ۵/۱ فی صد کامیابی کے امکانات کی بات کی تھی تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ بھی تو کہا تھا کہ ایک فی صد پر بھی بات ٹوٹ سکتی ہے۔

موجودہ صورت حال میں پاکستان قومی اتحاد سے منسلک کسی جماعت کی حکومت میں شمولیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ پاکستان قومی اتحاد کی جنرل کونسل نے یہ فیصلہ متفقہ طور پر کیا تھا کہ ہم غیر مشروط طور پر حکومت میں شرکت نہیں کریں گے اس سلسلے میں قومی اتحاد کی قرارداد موجود ہے جو ابھی تک واپس نہیں لی گئی، اس متفقہ فیصلے کو نباہنا اور اس پر عمل درآمد کرنا قومی اتحاد میں شامل تمام جماعتوں کا فرض ہے۔ آپ نے



کلیم اللہ ملک میانوالی

پاکستانی معیارِ زندگی — برائیاں کیوں پھیل رہی ہیں؟

آئے روز کے اقدامات اور ان پر عمل کی وناکامیوں کی داستانیں سنتے سنتے ہم تنگ آ چکے ہیں لیکن ہمارے وطن مقدس میں برائیوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ سخت سے سخت ترین اقدامات بھی ہمارے مانع نہیں آتے۔ قوانین میں ہم گنجائش بھی نکال لیتے ہیں اور کوئی نہ کوئی ایسی راہ ڈھونڈ نکالتے ہیں جن سے گذر ہو سکتا ہے اور اس طرح ہم اپنی ہی تقدیس کی دھجیاں خود بکھیرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ان باقاعدہ بے قیدگیوں کے اصل اسباب معلوم کر کے قابل عمل اقدامات کی اشد ضرورت ہے۔ ورنہ ہر روز قوانین بنیں گے ہر روز ٹوٹیں گے لیکن بھلائی میں اضافہ کی بجائے برائی ہی کی نشو ونما جاری رہے گی۔ اگر ہم موجودہ ماحول میں اردگرد نظر دوڑائیں تو سب سے زیادہ پاکستانی زندگی کے معیار میں ہر روز اضافہ ہی کو مورد الزام ٹھہرانا پڑتا ہے۔ کہ یہی ایک اصل اور بڑی وجہ ہے جس کی بدولت حضرت پاکستانی برائی کے جال پھیلانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ دیکھا دیکھی معیار زندگی میں اضافہ اور مزید سے مزید تر کی ضرورت نے ہمیں اس بات پر آمادہ کر لیا ہے کہ اگر اس کے لئے عوام کی زندگیوں سے کھیلنا پڑے اور گناہوں کے جال میں پھنسنا پڑے تب بھی ایسا کر گزرنا چاہیئے لیکن حصولِ زر پر مطمئن نہیں ہونا چاہیئے۔

ہمارا ملک غیر ملکی قرضہ جات، امداد اور خیرات پر چلتا ہے۔ ہمارے بجٹ کا بڑا حصہ غیر ملکی امداد پر منحصر ہوتا ہے۔ بعض دفعہ تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی مد کی رقم کسی مد پر صرف ہو رہی ہے۔ دوسری طرف سے اطلاع آئی یہ کام جتنا ہو چکا ہے بند کر دیں اور اس رقم کو فلاں مد میں ٹرانسفر کر دیں۔ وہ کام وہیں رک جاتا ہے۔ دوسرا کام شروع ہو جاتا ہے۔ نہ وہ پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے نہ دوسرا۔ اس طرح سے سرکاری کاموں پر گذارہ ہوتا ہے۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ کام کرنے والے اس ملک کے کارکن نہیں بلکہ کسی امیر ملک کے شہزادے ہوں کیونکہ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ ہی سے وہ منصوبے بناتے اور ان پر عمل کراتے ہیں لہذا ان کا ذاتی معیار بھی یقیناً بلند ہو جاتا ہے اور جب وہ ذاتی زندگی میں چند لمحے گذارتے ہیں تو اس تفاوتی دور میں عجیب اجنبیت محسوس کرتے ہیں حالانکہ اصولاً تو ہمیں جتنی ہو چادر اتنے پاؤں پھیلانے چاہیئں لیکن ہم چادر کی کمیابی کے باوجود اپنے پاؤں پہلے پھیلا لیتے ہیں اور پھر جب ان کو ڈھانپنے کا اہتمام کرتے ہیں تو بہت سی مدوں کو کنگال کرا دیتے ہیں۔ اس طرح جلد تکمیلِ مقاصد کے شوق میں حرام وحلال کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔

رشوت، بدعنوانیاں اور دیگر سرکاری یا پرائیوٹ فراڈ سارے پروگرام اسی معیار ہی کے مرہون منت ہیں۔ ہم اپنا معیار زندگی اتنا بلند کر لیتے ہیں کہ ہماری جائز آمدن میں اس کا برقرار رکھنا ناممکن ہوتا ہے جس کی بدولت ناجائز کمائی کی راہیں کھلتی ہیں۔ فراڈ کے کیس جنم لیتے ہیں بحیثیت مجموعی جب پوری قوم میں یہی دوڑ شروع ہو گئی ہے تو اس کا علاج بھی اب محض بیانات اور نرم نرم اقدامات سے ممکن نہیں بلکہ سخت ترین اقدامات کے بعد ملک میں سادگی کا رواج عام کرنے سے ہی یہ مسئلہ حل ہو گا۔ اعلیٰ کپڑا۔ محل نما مکانات اور دیگر تعیشات کی خرید وفروخت اور تعمیر پر مکمل پابندی عائد کی جانی چاہیئے لیکن اس کے لئے سب سے پہلے سربراہانِ قوم کو عملی نمونہ پیش کرنا ہو گا۔ احتساب کا جو عمل جاری ہے اس کی جلد تکمیل ہونی چاہیئے۔ اور یوں کہ پرائیوٹ زندگی بھی غیر جانبدارانہ اور منصفانہ احتسابی عمل سے گذرنی چاہیئے تاکہ قانون کی گرفت سے کوئی شعبہ ہائے زندگی بچ نہ سکے۔ کیونکہ اسی طرح قانون اور اخلاق کی بالادستی قائم کی جا سکتی ہے۔

یہ ملک جو کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے واسطے دے کر حاصل کیا گیا تھا اس میں اگر عمل صالح کی بنیاد ڈال جاتی تو یقیناً برکت بھی رہتی جرائم پر اگر کڑی سزائیں دی جاتیں۔ سفارش اور رشوت کو روکا جاتا تو جرائم بھی قلیل ہوتے۔ جب جرائم قلیل ہوتے تو ان کو روکنے کے لیئے انتظامی اخراجات کے بے پناہ بوجھ سے بھی بچ سکتے تھے لیکن ہر طرف مایوسی ہی مایوسی پھیلی ہوئی ہے۔ اس بگڑے ہوئے معاشرے کو درست کرنے کے لیے مخلصانہ لیکن سخت ترین اور کم سے کم وقت میں مقصد کے حصولِ کے تحت اقدامات ہی مفید ثابت ہو سکتے ہیں ورنہ پاکستانی معیار زندگی برائیوں کے اجراء میں ہمیشہ مددگار ثابت ہوتا رہے گا۔ نوجوانوں میں عقابی روح بیدار کرنے کی جتنی ضرورت آج ہے شاید زمانۂ جاہلیت کے فوراً بعد بدلتے معاشرہ میں بھی نہ تھی کہ اس وقت ضمیر زندہ نظر آتے تھے۔ پاکستان کے ذرائع ابلاغ اس وقت تک اس کردار کو ادا کرنے میں یکسر ناکام ہو چکے ہیں۔ پاکستان ٹیلی ویژن جو قوم کی روز بروز بگڑتی حالت کو سنبھالا دے

باقی ص ۱۱ پر

محمد ادریس ہوشیارپوری

قصہ ایک باغی مرید کا جو

جو پیر سائیں کا تو احترام کرتا ہے اور پیران پیر کا نہیں

بغاوت کا پس منظر حقائق کی روشنی میں

یاد ش بخیر! وہ جو مولانا احمد شاہ نورانی نے مفتی صاحب کے خط کے جواب میں ایک گراں قدر مراسلہ اتحاد میں شامل تمام جماعتوں کے سربراہان کے نام ارسال کیا تھا تا حال اتحاد کی طرف سے اس کا کوئی جواب نہ مل سکا۔ مولانا موصوف نے اپنے خط میں ایسے اعتراضات اٹھائے تھے کہ اتحاد والے اس کا جواب نہ دے سکیں اور اس طرح ان کا خط "لاجواب" بن جائے۔

مولانا نورانی صاحب نے یہ خط اخبارات کو بھی برائے اشاعت جاری کیا تھا۔ اس طرح "میاں عاشق و معشوق رمز لیست" کا قصہ کوتاہ کر دیا تھا۔ تاہم انہوں نے یہ فرمایا تھا۔۔۔ اگر اس خط کے جواب میں جمعیت علمائے پاکستان کو کوئی مثبت جواب نہ دیا گیا تو جمعیۃ علماء پاکستان اپنے مستقبل کا لائحہ عمل طے کرنے میں آزاد ہو گی نیز یہ بھی فرمایا کہ جواب پندرہ روز میں مل جانا چاہیئے ورنہ۔۔۔۔۔

مولانا صاحب کی طرف سے یہ الٹی میٹم تھا اور ایک دھمکی بھی جو اپنے فراق کی نشاندہی کے لئے تھی۔ مگر اس "ورنہ" سے ہمیں اس پٹھان کا قصہ یاد آگیا جو ایک انگریز بابو کے ہاں ملازم تھا اور روزانہ اس کو دھمکی دیا کرتا تھا کہ صاحب! ہمارا تنخواہ بڑھاؤ ورنہ۔۔۔۔

انگریز بابو نے پٹھانوں کی روایتی درشتی اور سختی کے قصے سن رکھے تھے۔ وہ سوچتا تھا کہ خان صاحب نہ جانے کیا کر گزریں اور اتنی بجٹ میں گنجائش نہیں کہ خان موصوف کی تنخواہ میں اضافہ کیا جا سکے۔ خان صاحب کی معمول کے مطابق "ورنہ" کی دھمکی جاری تھی۔ ایک دن انگریز بابو نے حوصلہ کیا اور خان صاحب سے پوچھ لیا کہ "ورنہ" کیا ہو گا؟

خان صاحب نے مسکنت سے جواب دیا کہ "خو پھر اسی تنخواہ پر کام کرتا رہے گا"

اس سے زیادہ اس کا مطلب اور کچھ نہیں — اس لئے امید یہی ہے کہ نورانی میاں "ورنہ" اور تو کچھ نہ کر سکیں گے البتہ اتحاد کی قیادت پر اسی طرح بے اعتمادی کی فضا بحال رکھیں گے اور اصغر خان سے رشتے ناطے بڑھاتے رہیں گے اور ساتھ ساتھ اصغر خان سے مکمل "خیالات میں ہم آہنگی" کی نوید۔۔۔ سناتے رہیں گے، حالانکہ ہم آہنگی یہاں تک مفقود ہے کہ اصغر خاں صاحب مخلوط انتخاب کے حامی ہیں جبکہ نورانی صاحب نہیں۔ نیز اصغر خاں جنرل ضیاء الحق صاحب سے ملاقات کے حامی ہیں دعوت میں شریک ہو جاتے ہیں اور نورانی میاں نہیں۔

نیز یہ کہ وہ پی۔ این۔ اے کے جدید انتخاب کی باتیں کرتے رہیں گے اور انتخاب کی مدت پوری ہو جائے گی اور اس طرح ایک "بے وقت راگنی" اختتام کو پہنچ جائے گی، تاہم ان کا یہ دعویٰ جاری رہے گا کہ وہ اتحاد کو مضبوط تر دیکھنے کے خواہاں ہیں اور عہدوں کے نہیں۔ مولانا موصوف کے اس آخری جملہ پر تبصرہ بعد میں۔۔۔۔ اولاً اس خط کے سلسلہ میں جو پیر پگارا صاحب نے چاشنی پیدا کر دی اس کو بھی ایک نظر ملاحظہ کر لینا چاہیئے۔

پیر صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم تو نورانی میاں کے خط کا جواب نہیں دیتے، یہ مفتی صاحب کی مہربانی ہو گی جو خط کا جواب دیں گے۔ اور نہ ہی میرے نزدیک اتحاد کے اجلاس میں اس خط کے مندرجات پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ پگارا صاحب کا اپنا مؤقف تھا۔ مفتی صاحب چونکہ کچھ نرم مزاج واقع ہوئے ہیں اس لئے انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم اتحاد کے کسی غیر رسمی اجلاس میں اس پر غور کر کے جواب دیں گے۔

لیکن تازہ ترین اطلاع کے مطابق مفتی صاحب نے اپنی اس مشکل کا اظہار کیا ہے کہ میں نے تو اتحاد کی طرف سے خط ارسال کیا تھا مگر انہوں نے جواب میں مجھے جمعیۃ علماءِ اسلام کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے مخاطب کیا ہے۔ اب جواب دیا جائے بھی تو کیا دیا جائے؟ لیکن ہمیں امید ہے کہ اس خط کا جواب نورانی صاحب کو مل جائے گا اس لئے وہ امید سے رہیں اور کچھ نہ ہوا تو "سوال گندم جواب چنے" کی مثال کی ظاہری صورت جو مدت سے شاید لوگوں نے نہ دیکھی سنی ہو دیکھنے میں آجائے گی۔

کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ نورانی صاحب پیر پگارا صاحب کے بیان کا بھی اسی طرح سختی سے نوٹس لیں گے جس طرح اپنے شاہانہ مزاج کے مطابق "مکھی" بھی نہیں بیٹھنے دیتے اور ترکی بہ ترکی جواب دینے میں خوب مہارت رکھتے ہیں مگر اس کے بالکل برعکس خود نورانی میاں تو خاموش رہے

البتہ اکبر ساقی صاحب بولے "جوڑ برابر" کا نہ تھا اس لئے متوقع سیاسی کشتی نہ ہو سکی۔ خیر وہ بولے۔ خاصے دنوں سے خاموش تھے کہ پیر صاحب کا بیان ان کی بوکھلاہٹ کا ثبوت ہے۔ پیر صاحب نے ان کے اس بیان کو پر کاہ کے برابر بھی وقعت نہ دی۔ باقی یہ تو اکبر ساقی صاحب بھی جانتے ہیں کہ بوکھلایا کون ہے؟ خود ساقی صاحب؟ یا پیر صاحب؟ پیر صاحب کی سیاسی ایک تاریخ ہے وہ تو مرد میدان ہیں۔ نورانی صاحب تو نہ صرف بوکھلائے ہی گئے بلکہ ناک آؤٹ بھی ہو گئے جبکہ ساقی صاحب بوکھلائے گئے۔ تب ہی تو از قسم بوکھلاہٹ ایک بیان انہوں نے داغ دیا۔

پیر صاحب موصوف کے بیان آنے کے بعد جب نورانی میاں سے اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ جناب پیر صاحب نے آپ کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے کیا اس کے متعلق آپ بھی کچھ کہنا پسند کریں گے؟ نورانی میاں صاحب کچھ اس طرح گویا ہوئے

"مفتی محمود اور پروفیسر غفور احمد صاحب نے تو کہا ہے کہ آئندہ اجلاس میں خط پر غور کیا جائے گا لیکن پیر صاحب کا بیان ان کے برعکس ہے۔ انہوں نے کہا کہ پیر صاحب نے جو کچھ کہا ہے ہم ان کا روحانی پیشوا ہونے کی حیثیت بہت احترام کرتے ہیں اور ہم اس کا جواب کچھ نہیں دینا چاہتے اس لئے کہ ہمیں معلوم ہے کہ پیر صاحب انتہائی نیک شخصیت ہیں۔ ان کے بیان کا وہ مطلب نہیں ہوتا جو عوام سمجھتے ہیں۔"

نورانی میاں جنہوں نے یحییٰ خاں کو خاموش کرا دیا تھا کسی سے چونکنے اور دبنے کے تو ہیں نہیں لیکن یہاں "پیر ہونے کا" احترام آڑے آیا اور نورانی میاں نے اس طرح ایک نیا محاذ اپنے خلاف نہ کھول کر دانشمندی کا ثبوت فراہم کیا ہے تاہم ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مفتی صاحب چاروں سلسلوں میں مجاز ہیں اور نہ صرف پیر بلکہ شیخ الحدیث اور مفتی بھی ہیں ان کے متعلق تو بھی لحاظ اور احترام آڑے نہیں آتا۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ "احترام" احترام نہیں بلکہ انہیں معلوم ہے کہ بقول شخصے سُنار کی ایک لوہار کی۔ پیر صاحب خاموش زیادہ رہتے ہیں لیکن جونہی کوئی بات کرتے ہیں تو بقول

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

پھر اس کا جواب دینا آسان نہیں ورنہ پیر صاحب خود مفتی صاحب کا احترام کرتے ہیں تو پیر صاحب کے توسط سے ہی کم از کم ان کا احترام کرتے —— نیز اگر پیر صاحب کا احترام صرف پیر ہونے کی وجہ سے ہے تو بھی نورانی صاحب سے گذارش ہے کہ مفتی صاحب تو "پیران پیر" ہیں۔

مفتی صاحب تحریک کے بعد جس وقت داتا دربار لاہور گئے اور وہاں انہوں نے "حلوی" (جو قومی اتحاد کا اصل نشان تھا) بھی تقسیم کیا۔ اور ان کی دستار بندی بھی ہوئی تھی۔ اس موقع پر اخباری نمائندوں نے ان سے سوال کیا تھا کہ آپ کے متعلق تو مشہور ہے کہ آپ وہابی ہیں اور پیروں کے منکر تو آپ یہاں کیسے آ گئے؟ مفتی صاحب نے فرمایا کہ اتحاد میں نورانی صاحب شامل ہیں جو پیر ہیں۔ پیر صاحب پگارا ہیں وہ بھی اتحاد میں، اور میں اتحاد کا صدر ہوں، لوگ مجھے پیر نہ مانیں مگر خود پیر تو مجھے مانتے ہیں تو گویا میں تو پیران پیر ہوا۔

نورانی صاحب نے ایک اور دلچسپ بات یہ بیان فرمائی ہے کہ ہم پیر صاحب کا اس لئے بھی جواب دینا پسند نہیں کرتے کہ ہمیں معلوم ہے کہ پیر صاحب انتہائی نیک شخصیت ہیں۔ ان کے بیان کا وہ مطلب نہیں ہوتا جو عوام سمجھتے ہیں۔ گویا معرفت اور تصوف کی رموز بیان کرتے جو عوام نہیں سمجھ سکتے مگر نورانی صاحب سمجھتے ہیں۔ اصل میں نورانی صاحب کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بہت سی زبانوں پر عبور رکھتے ہیں۔ اس لئے ہمارا مشورہ نورانی میاں کو یہ ہے کہ وہ اول تو ولی خان کے پارلیمانی سیکرٹری بنیں پھر مفتی محمود صاحب کے۔ چونکہ یہ دونوں اصحاب بھی پٹھان تھے اور عوام ان کی زبان بھی نہ سمجھتے تھے تو اس لئے اب ان کو پگارا صاحب کا بھی سیکرٹری مقرر ہو جانا چاہئے تاکہ پگارا صاحب کی باتیں عوام کو سمجھا دیا کریں۔ عوام پر ان کی عنایت ہوگی لیکن ہمیں امید ہے کہ نورانی میاں یہ پیشکش قبول نہیں کریں گے اور یہی فرمائیں گے کہ

"یار من ترکی و من ترکی نمی دانم"

بہر حال نورانی صاحب کو "عقل کے ناخن" لینے چاہئیں۔ پی۔ این۔ اے کی صدارت پر اعتراض ہو تو جنرل کونسل کے اجلاس میں تشریف لا کر صدر کے خلاف "عدم اعتماد" کی تحریک پاس کرا دیں۔ اگر وہ اس میں ناکام رہتے ہیں تو جمہوری اصولوں کے مطابق انکو صدر تسلیم کر لیا جائے۔ اتحاد میں رہتے ہوئے اتحاد کو بدنام کرنے سے بہتر یہ ہے کہ وہ اتحاد کو باعزت طریق چھوڑ دیں —— لیکن نورانی میاں کی ایک مجبوری ہے جس کی وجہ سے وہ یہ قدم اٹھانے سے گریزاں ہیں۔

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جمعیت علمائے پاکستان میں شامل جمہوریت پسند طبقے کا اعتماد نورانی صاحب حاصل نہیں کر پاتے کیونکہ وہ انتخاب میں فتح و شکست دونوں صورتوں کو جمہوریت قرار دیتا ہے جبکہ نورانی صاحب کا یہ ذہن نہیں ہے، نیز یہ کہ خود انتخاب کے معنی یہ ہے کہ فیصلہ اکثریت سے ہوگا۔ مکمل اتفاق کی صورت میں بلا مقابلہ ہی کامیابی ہوگی جس کو انتخاب نہیں کیا جا سکتا۔ اب نورانی صاحب اسی کوشش میں معروف ہیں۔ وہ جمعیت علماء پاکستان کو مظلوم اور پی۔ این۔ اے کو ظالم بنا کر پیش کرتے ہیں تاکہ اس طبقہ کی ہمدردیاں حاصل کی جا سکیں۔ اس لئے یہ تعلیم یافتہ اصحاب کی اکثریت تا حال اتحاد میں شمولیت کو ترجیح دیتی ہے۔

نورانی صاحب کی دوسری مجبوری یہ ہے کہ جمعیت علمائے پاکستان کے دستور کے مطابق ایک شخص صرف دو بار جمعیت کا صدر بن سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ نورانی صاحب اپنی جماعت کے انتخاب میں (اکثریتی فیصلہ سے) دو مرتبہ منتخب ہو چکے ہیں۔ اب نورانی صاحب نے اس سلسلہ میں مولانا غلام علی اوکاڑوی اور عبد الستار صاحب نیازی کو ہم خیال بنا لیا ہے

مولانا محمد شریف صاحب ملتان شیخ الحدیث کے قریبی ذرائع کے مطابق وہ اب اس (متفقہ) دستور میں یہ ترمیم کرانا چاہتے ہیں کہ تیسری مرتبہ بھی ایک ہی آدمی صدر بن سکتا ہے — نورانی صاحب جمعیت علمائے پاکستان کو یہ تاثر دے رہے ہیں کہ چونکہ پی۔این۔اے کا صدر عنقریب میں بن جاؤں گا اس لئے مجھے جمعیۃ کا صدر دوبارہ بنا دیا جائے کیونکہ پی۔این۔اے کے دستور کے مطابق بھی سربراہ جماعت اتحاد کی لیڈر شپ کے لئے انتخاب میں حصہ لے سکتا ہے۔ تو نورانی صاحب کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس طرح اپنی جماعت کو اتحاد کی صدارت کا حکمہ دے کر "تیسری دنیا کے قائد کی طرح" اتحاد کی صدارت تک پہنچا جائے اور اگر اتحاد کی صدارت تک رسائی نہ ہو تو کم از کم اس بلیک میلنگ سے جمعیت کی صدارت تو میرے پاس رہے۔ اس سلسلہ میں صرف مولوی صاحبان، نورانی صاحب کے حامی ہیں جو خالصتاً فرقہ وارانہ بنیاد پر سوچتے ہیں، اور عام پڑھا لکھا ورکر قسم کا طبقہ بھی ان کے ساتھ نہیں ہے۔ اب یہ مستقبل ہی بتائے گا کہ نورانی صاحب کس حد تک اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔

اور اتحاد کی صدارت تو اپنی جگہ ان کی اپنی جماعت کی صدارت بھی ان کے پاس رہتی ہے یا نہیں تاہم جمعیت کے دستور میں ترمیم کے لئے ان کو سخت مزاحمت کا اندیشہ ہے۔ عین ممکن ہے نورانی میاں کی اقتدار کی ذاتی خواہش کی وجہ سے جمعیت کا ترقی پسند گروپ جمعیت سے علیحدہ ہو جائے اور اتحاد میں شامل رہے۔ بہر حال جمعیت کا شیرازہ ذہنی طور پر نورانی صاحب کے رویہ سے منتشر ہے اور اس تمام کی ذمہ داری خود نورانی صاحب پر ہی عائد ہوتی ہے۔

بقیہ: پاکستانی معیار زندگی

سکتا تھا اس نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ سینما کی بدولت نوجوان ذہن خود کر جس برائی کو ہم دور کرنے کی کوشش کر رہے تھے وہ اب ٹی وی نے معصوم چھوٹے بچوں تک پہنچا دی ہے…

عریانی اور فحاشی کا جو جھکڑ چند سالوں کے بعد چلنے والا ہے اس سے ہم اس وقت تو گو بے خبر ہیں لیکن نسل نو کے جوان ہوتے ہی ہزاروں فاروق بندیال سامنے آئیں گے۔ انگریزی اور مار کٹائی سے بھرپور پاکستانی فلموں میں پاکستانی زندگی کا سکون چین چھین لیا ہے۔ اب یہی پاکستانی معیار زندگی ایک عذاب کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اگر بند نہ باندھا گیا تو قومی زندگی تلپٹ ہو کر رہ جائے گی۔ نہ جانے فوری مخلصانہ اقدامات اٹھانے میں ہمارے حکمراں کیوں گریزاں ہوتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اگر تم امت وسطی کی ذمہ داریاں پوری کرو تو میری تائید و نصرت تمہیں حاصل ہوگی اور اس جہاں میں بھی اور حشر میں بھی تمہیں سرخرو ہوگے۔

انٹرویو مولانا مفتی محمود

فرمایا کہ اصول بہر حال اصول ہے۔ اصول کے مطابق عمل کرنے میں دقت محسوس نہیں ہوتی۔ دقت اصول کو توڑنے میں ہوتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ مسلم لیگ ایسا کوئی اقدام نہیں اٹھائے گی جس سے قومی اتحاد کے متفقہ فیصلوں پر زد پڑتی ہو۔ وہ لازماً مذکورہ قرارداد کا احترام کرے گی۔ اس کے علاوہ جنرل صاحب سے آخری ملاقات میں پیر صاحب پگارا اور ظہور الٰہی بھی ہمراہ تھے۔ ہم نے ان کے سامنے جو تحریری نکات پیش کئے تھے ان پر سب کا اتفاق تھا لہذا ان تمام واقعات کی روشنی میں میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ مسلم لیگ نہ تو قومی اتحاد کے متفقہ فیصلوں کی خلاف ورزی کرے گی اور نہ ہی قومی اتحاد سے الگ ہوگی۔

بجٹ پر اظہار خیال کرتے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا کہ بجٹ کے اعلان سے قبل پوری قوم یہ آس لگائے بیٹھی تھی کہ بجٹ کے بعد بنیادی ضرورت کی چیزیں ارزاں ہو جائیں گی لیکن ہوا عوام کی توقعات کے بالکل برعکس۔ بجٹ اسوقت عوامی ہوتا جب اس میں عوام کی مشکلات کا حل تلاش کیا جاتا۔ عوامی ضرورت کی چیزیں گھی، سیمنٹ، پٹرول اور ٹیلیفون کال وغیرہ میں انہیں کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا گیا۔ عوام کی خواہش تو تھی کہ بجٹ کے بعد قیمتوں میں کمی آ جائیگی مگر ہو گیا اضافہ، کم از کم سابقہ قیمتیں ہی فی الحال بحال رہتی تو غنیمت تھا لیکن اضافہ کا تو کوئی جواز نہیں۔ آپ نے کہا کہ سامان تعیش پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔ میں تو کہتا ہوں کہ سامان تعیش پر مکمل پابندی ہونی چاہیئے۔ ہمارے ملک کے غریب عوام کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی ایسی بنیادی ضرورت ہے کہ جس کے بغیر عوام کا جینا دوبھر ہو جائے۔

آپ نے کہا کہ موجودہ بجٹ سودی قرضوں کی بنیاد پر ترتیب دیا گیا ہے اور اس اسلامی ملک میں جس میں روزانہ حکومت اسلامی نظام کے نفاذ کی بات کرتی ہے لہذا اسے اسلامی بجٹ بھی نہیں کہا جا سکتا جبکہ سود کی رقم بھی اس میں شامل ہے۔

آپ نے فرمایا کہ علالت کی وجہ سے جنرل صاحب کی مکمل تقریر میں نہیں سن سکا۔ مزید کچھ تو تقریر مکمل پڑھنے کے بعد ہی کہہ سکتا ہوں۔

اسلامی نظریے کی کونسل کی سفارشات کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں کونسل کے رکن مفتی محمد حسین صاحب نعیمی کا بیان جو اخبارات میں آیا ہے وہ اس لئے اہم ہے کہ یہ کونسل میں شامل ایک رکن کا بیان ہے۔ حکومت کو اس سلسلے میں اپنی پوزیشن صاف کرتے ہوئے عوام کو مطمئن کرنا چاہیئے کہ اب تک حکومت نے کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کے سلسلہ میں غیر ضروری تاخیر کیوں روا رکھی۔ اسی دوران قومی اتحاد کے جنرل سیکرٹری پروفیسر غفور احمد اور جماعت اسلامی سرحد کے رہنما قاضی حسین احمد تشریف لائے تو یہ سلسلہ سخن ختم کرنا پڑا۔

بقیہ اداریہ

ہماری رائے یہ ہے کہ حالات کا صحیح تجزیہ کرتے ہوئے اگر مسلم لیگ چند روزہ وزارتوں پر قومی اتحاد کے استحکام اور قومی یکجہتی کو ترجیح دے تو نہ صرف ملک اور قوم کے لئے بلکہ خود مسلم لیگ کے حق میں بھی یہ بہتر ہوگا۔ مسلم لیگ کو بے اختیار وزارتیں حاصل کرنے کی بجائے قومی اتحاد کے پلیٹ فارم کو مضبوط کرنا چاہیئے تاکہ بلا تاخیر جمہوریت اور نمائندہ حکومت کی راہ ہموار ہو سکے۔

اکرام القادری
3-7-78



محمد یوسف علی ہاشمی



کیوں بنا، کیونکر بنا، کہاں بنا ——؟

اور اس کے بنانے کی غرض و غایت تھی ——؟

وہ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ باور کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا بھی مالک یا بادشاہ ہو سکتا ہے۔ وہ قوت و طاقت کا سرچشمہ بھی صرف اللہ ہی کو سمجھتا ہے کیونکہ وہی زمین و آسمان کے سارے خزانوں کا مالک ہے جیسا کہ ارشاد ہے:[1]

وَلِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَفْقَہُوْنَ ۵

"زمینوں اور آسمانوں کے خزانوں کا مالک اللہ ہی ہے مگر یہ بات منافقوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔"

جب مسلمان کے دل و دماغ میں یہ بات راسخ ہو جاتی ہے کہ یہ ملک اللہ کا ہے۔ وہی اس کا فرمانروا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے تمام خزانوں کا وہی مالک ہے اور سب کچھ اسی کی میراث ہے تو وہ اس کی عقل و دانش کے عین مطابق ہوتا ہے کہ اس ملک پر حکم بھی اسی کا چلے، قانون بھی اسی کا رائج ہو۔ ایمانداری کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جس کا کھائیں اسی کا حکم بجا لائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا مقصد ہی یہ بیان فرمایا ہے[2]

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۵

"میں نے انسانوں اور جنّ کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ صرف میری (اللہ واحد کی) بندگی کریں۔"

اسی کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دیں اور پوری زندگی اسی کے منشاء کے مطابق گذار دیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جب اللہ نے پیدا کرنا چاہا تو فرشتوں سے ان کی پیدائش کا مقصد ہی یہ بیان فرمایا

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً[1] ۔ میں زمین میں اپنا (نائب) خلیفہ بنانے والا ہوں۔

خلیفہ کہتے ہیں اس کو جو کسی کی ملک میں مالک کے تفویض کردہ اختیارات اس کے منشاء اور احکام کے مطابق نائب کی حیثیت سے استعمال کرے۔ خلیفہ خود مالک نہیں ہوتا وہ مالک کا مامور کردہ ہوتا ہے۔ اس کے اختیارات ذاتی نہیں ہوتے بلکہ مالک کے عطا کردہ ہوتے ہیں۔ اگر وہ خود اپنے آپ کو مالک سمجھ بیٹھے اور تفویض کردہ اختیارات کو ناجائز یا من مانے طریقے سے استعمال کرنے لگے تو اس کو غدار اور باغی سمجھا جائے گا۔ لہذا اس ملک خداداد کا اللہ کے سوا کسی اور کو مالک سمجھنا اور اس کے عطا کردہ اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھانا اور اس کے احکام کی موجودگی میں دوسروں کے احکامات کو نافذ کرنا غداری، خیانت، بے ایمانی، بد دیانتی اور سرکشی ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا[2]

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۵... فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۵... فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ ۵ یعنی جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق حکومت نہیں کرتے۔ وہی ظالم ہیں وہی فاسق ہیں وہی کافر ہیں۔

دستور حیات قرآن پاک میں محسن انسانیت رہبر عالم سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف طور پر یہ حکم دیا گیا[1]

وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَہُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ وَاحْذَرْھُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْکَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکَ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّصِیْبَھُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِھِمْ ط وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۵ اَفَحُکْمَ الْجَاھِلِیَّۃِ یَبْغُوْنَ ط وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ حُکْمًا لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ۵

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور (خبردار) ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو چوکس رہو کہیں یہ لوگ تم کو فتنہ میں ڈال کر اس ہدایت سے ذرہ برابر بھی منحرف کرنے پائیں جو خدا نے تمہاری طرف نازل کی ہے پھر اگر یہ اس سے منہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ نے ان کے بعض (سنگین) گناہوں کی پاداش میں ان کو مبتلائے مصیبت کرنے کا ارادہ ہی کر لیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں میں سے اکثر فاسق ہیں (یہ جو خدا کے) قانون سے روگردانی کر رہے ہیں۔ کیا پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؛ حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کوئی نہیں۔"

۱؎ المنٰفقون، آیت ۷، پارہ ۲۸

۲؎ الذاریات آیت ۵۶، پارہ ۲۷

۱؎ البقرہ آیت ۳۰ پارہ ۱

۲؎ المائدہ آیات ۴۴، ۴۵، ۴۷، پارہ ۶

۱؎ المائدہ آیت ۴۹-۵۰، پارہ ۶

یہاں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون اسلام کے مقابلہ میں انسانوں کے دماغوں سے بنائے ہوئے قانون کو جاہلیت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دانا و بینا، علیم و خبیر احکم الحاکمین کے دیئے ہوئے قانون کے مقابلہ میں بے خبر جاہل، محکوم و عاجز انسان کے اوہام و قیاسات اور خواہشات نفسانی کی آمیزش سے بنایا ہوا قانون انسانوں کے لئے فساد فی الارض کا موجب تو ہو سکتا ہے مگر انسانیت کی فلاح و بہبود کا سبب ہرگز نہیں بن سکتا۔ اس لئے ہم پاکستان میں اللہ کے قانون کو رائج کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہماری دنیا اور آخرت سدھر جائے۔ جو لوگ اشتراکی نظام معیشت سے اسلام کی پیوند کاری کرنا چاہتے ہیں یا اسلام کو سیکولر نظریات کے سانچہ میں ڈھالنا چاہتے ہیں یا کچھ لو اور کچھ دو کی پالیسی پر گامزن ہونا چاہتے ہیں یہ لوگ نہ صرف خود فریبی میں مبتلا ہیں بلکہ مسلمانوں کو بھی دھوکہ دے کر گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسلام ہرگز کسی پیوند کاری کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ پاک اور ناپاک، حق اور باطل جمع نہیں ہو سکتے۔ قرآن پاک میں ان لوگوں کی گمراہی کا واضح تذکرہ موجود ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ ارۡتَدُّوۡا عَلٰۤی اَدۡبَارِہِمۡ
مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمُ الۡہُدَی ۙ
الشَّیۡطٰنُ سَوَّلَ لَہُمۡ ؕ وَ اَمۡلٰی لَہُمۡ ۝
ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡا لِلَّذِیۡنَ کَرِہُوۡا
مَا نَزَّلَ اللّٰہُ سَنُطِیۡعُکُمۡ فِیۡ
بَعۡضِ الۡاَمۡرِ ۚۖ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ اِسۡرَارَہُمۡ ۝
فَکَیۡفَ اِذَا تَوَفَّتۡہُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یَضۡرِبُوۡنَ
وُجُوۡہَہُمۡ وَ اَدۡبَارَہُمۡ ۝ ذٰلِکَ
بِاَنَّہُمُ اتَّبَعُوۡا مَاۤ اَسۡخَطَ اللّٰہَ
وَ کَرِہُوۡا رِضۡوَانَہٗ فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَہُمۡ ۝[1]

"حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد اس سے پھر گئے ان کے لئے شیطان نے ان کی (موجودہ) روش کو سہل بنا دیا ہے اور جھوٹی توقعات کا سلسلہ ان کے لئے دراز کر رکھا ہے، اسی لئے انہوں نے اللہ کے نازل کردہ (قانون) دین کو ناپسند کرنے والوں (کمیونسٹوں، سوشلسٹوں، نیشنلسٹوں وغیرہ) سے کہہ دیا کہ بعض معاملات میں ہم تمہاری اصول مانیں گے۔ اللہ ان کی یہ خفیہ باتیں خوب جانتا ہے۔ پھر (غور کرو) اس وقت ان کی کیا حالت ہوگی جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے اور ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انہیں (جہنم کی طرف) لے جائیں گے۔ یہ اس لئے ہوگا کہ انہوں نے اس طریقے کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہے اور انہوں نے اس کی رضا کا راستہ اختیار کرنا پسند نہ کیا۔ اسی بناء پر اللہ نے ان کے سارے اعمال ضائع کر دیئے۔"

کیا یہ قرآنی تنبیہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں۔ ان نام نہاد مسلمانوں کو جو غیر اسلامی طرز زندگی کو پسند کرتے ہیں اور اس ملک خداداد میں اللہ کو ناراض کرنے والا نظام رائج کرنا چاہتے ہیں اپنی روش پر غور کرنا چاہیئے اور اسقدر ڈھٹائی کے ساتھ جہنم کی راہ پر رواں دواں ہونے سے احتراز کرنا چاہیئے تعجب ہوتا ہے کہ یہ جہنم کی آگ سے کیوں نہیں ڈرتے۔ وَمَاۤ اَصۡبَرَہُمۡ عَلَی النَّارِ۔

اسلام میں کسی آمیزش کی گنجائش نہیں۔ یہ ایک مکمل ناقابل تنسیخ اور ناقابل ترمیم ابدی ضابطۂ حیات ہے۔ یہ غریبوں اور امیروں پر یکساں نافذ العمل ہے۔ عربی ہو یا عجمی۔ یورپی ہو یا ایشیائی، کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں۔

غریبوں کا نظام مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور امیروں کا نظام مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) والی بات انتہائی مضحکہ خیز اور تفریح طبع والی بات ہے۔ یہ کوئی ربڑ کا اسلام نہیں کہ جتنا جی چاہا، جس طرف جی چاہا اور جب تک جی چاہا کھینچ کر تان لیا اور پھر جب جی چاہا اس کو سکیڑ کر رکھ دیا۔ جس کا جو جی چاہے تاویل کر ڈالے۔ خدارا اس کو کھلونا بنانے سے باز آجایئے۔ ایسے لوگ اسلام اور مسلمانوں کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتے مگر اپنی عاقبت برباد کر لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا

وَ ذَرِ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَہُمۡ لَعِبًا
وَّ لَہۡوًا وَّ غَرَّتۡہُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا
وَ ذَکِّرۡ بِہٖۤ اَنۡ تُبۡسَلَ نَفۡسٌۢ بِمَا کَسَبَتۡ ٭ۖ
لَیۡسَ لَہَا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیٌّ وَّ لَا
شَفِیۡعٌ ۚ وَ اِنۡ تَعۡدِلۡ کُلَّ عَدۡلٍ لَّا
یُؤۡخَذۡ مِنۡہَا ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اُبۡسِلُوۡا
بِمَا کَسَبُوۡا ۚ لَہُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِیۡمٍ
وَّ عَذَابٌ اَلِیۡمٌۢ بِمَا کَانُوۡا یَکۡفُرُوۡنَ ۝[2]

"ان لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو جنہوں نے اپنے دین کو کھلونا بنا رکھا ہے اور جنہیں دنیا کی زندگی فریب میں مبتلا کئے ہوئے ہے۔ ہاں مگر یہ قرآن سنا کر نصیحت اور تنبیہ کرتے رہنا کہ کہیں کوئی شخص اپنے کئے کرتوتوں کے وبال میں گرفتار نہ ہو جائے۔ اور گرفتار بھی اس حال میں ہو کہ اللہ سے بچانے والا کوئی حامی و مددگار اور کوئی سفارشی اس کے لئے نہ ہو اور اگر وہ ہر ممکن چیز فدیہ میں دے کر جان چھڑانا بھی چاہے تو وہ اس سے قبول نہ کیا جائے کیونکہ ایسے لوگ تو خود کئے ہوئے اعمال کے نتیجے میں پکڑے جائیں گے۔ ان کو اپنے انکار حق کے معاوضہ میں کھولتا ہوا پانی پینے کو اور دردناک عذاب بھگتنے کو ملے گا۔"

افسوس کہ مسلمان اللہ و رسول سے زبانی محبت کا دعوٰے تو کرتے ہیں لیکن قرآن و سنت پر عمل کرنے سے جی چراتے ہیں۔ پہلو تہی کرتے ہیں بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر شیطان کو اپنا رہنما اور پیشوا بنا کر اس کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور اپنے اس طرز عمل پر اتراتے ہیں۔ علی الاعلان یہ نعرہ لگانا کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ سوشلزم ہماری معیشت ہے۔ عوام طاقت کا سرچشمہ اور اس ملک کے حقیقی مالک ہیں، کسقدر بے حیائی، بے وفائی اور ڈھٹائی کا مظاہرہ ہے۔ قرآن انہیں اس طرح مخاطب کرتا ہے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا
تَفۡعَلُوۡنَ ۝ کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰہِ اَنۡ
تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ۝[3] اے لوگو جو

---

[1] محمد آیات ۲۵ تا ۲۸ پارہ ۲۶

[2] الانعام آیت ۷۰ پارہ ۷

[3] الصف آیت ۲، ۳ پارہ ۲۸

ایمان لائے ہو تم کیوں ایسی بات کا اعلان کرتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ دعویٰ تو ایک (اسلام کا) کرو اور عمل (سوشلزم پر کرو) اس کے مطابق نہ کرو۔"

زبان سے کچھ کہنا اور عمل اس کے برخلاف کرنا یا سچ اور جھوٹ کی آمیزش کرنا انسان کی بدترین صفات میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نہایت مبغوض ہیں۔ اس اخلاقی جرم کا اگر کوئی ایسا شخص ارتکاب کرے جو ایمان رکھنے کا دعویٰ بھی کرتا ہے وہ مومن نہیں بلکہ منافق ہے

وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝

اور جس کسی نے ایمان کی روش پر چلنے سے انکار کر دیا تو اس کا سارا کارنامۂ زندگی ضائع ہو جائے گا اور وہ آخرت میں دیوالیہ ہو جائے گا۔"

مملکتِ خداداد پاکستان میں اسلامی نظام کی غرض و غایت ہی یہ ہے کہ اس ملک میں ایک ایسا صالح نظام قائم کیا جائے جو انسان، حیوان، نباتات اور ہر چیز کو جو یہاں موجود ہے امن بخشے جس کے تحت انسانیت اپنی کمال مطلوبہ کو پہنچ سکے۔ جس کے تحت ملک کے سارے وسائل اس طرح استعمال کئے جائیں کہ وہ انسان کی ترقی و خوشحالی میں ممد و معاون ثابت ہوں۔ ہر شخص امن و چین اور سکون کے ساتھ زندگی بسر کر سکے۔ ہر قسم کی برائی اور بدعملی کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا جائے۔ مساوات انسانی اور عدل و انصاف کا وہ نمونہ دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں قائم فرمایا تھا اور جس کو ان کے خلفائے راشدین نے سارے عالم کے سامنے عملی طور پر معراج کمال پر پہنچا کر پیش کیا جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے انکو رضی اللہ عنہم و رضوعنہ کا تمغہ عطا فرمایا اگر کوئی بدنصیب یا کوئی بدباطن گروہ اس نظام کو برپا ہونے سے روکنے کے لئے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگائے اور اس صالح نظام کے نفاذ کی کوشش

۵ المائدہ آیت ۵، پارہ ۶

کو ناکام کرنے کی تدبیریں اختیار کرے اور اس کی جگہ کوئی فاسد نظام قائم کرنے میں سرگرم عمل ہے تو دراصل ایسا شخص یا ایسا گروہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے میں مصروف ہے۔ قرآن پاک میں ایسے سرکش باغی اور مفسدوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ احکام صادر فرمائے ہیں۔

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں اس لئے تگ و دو کرتے پھرتے ہیں کہ فساد برپا کریں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا وہ جلاوطن کر دیے جائیں۔ یہ ذلت و رسوائی تو ان کے لئے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لئے زیادہ سنگین اور بھیانک سزا ہے۔"

اگر اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں یہودیوں اور عیسائیوں سے مقابلہ ہونا یا کافروں اور مشرکوں سے سابقہ پڑتا تو کوئی تعجب نہ ہوتا کیونکہ وہ اسلام کے ازلی دشمن ہیں مگر افسوسناک المیہ یہ ہے کہ اسلام کا نام لے کر اس مملکت خداداد میں لادینیت اور کفر و الحاد کو فروغ دینے اور بدترین اشتراکی نظام قائم کرنے کی کوشش وہ لوگ کر رہے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان اور اسلام کے سب سے بڑے خدمتگار کہتے ہیں اور سرخ انقلاب کے بے چینی سے متمنی ہیں۔ مسلمانوں کا فریضۂ اقامت دین ہے۔ اسلام کی سربلندی کے لئے جد و جہد کرنا ہے۔ نماز کا قیام اور زکوٰۃ کا نظام رائج کرنا ہے۔ برائی کو مٹانا اور بھلائی کو رواج دینا ہے چنانچہ ارشاد باری

۵ المائدہ آیت ۳۳، پارہ ۶

ہے:۔

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝

"یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے معروف کا حکم کریں گے اور منکرات سے روکیں گے اور تمام معاملات کا انجام تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"

یعنی اگر مسلمانوں کو حکومت عطا کی جائے تو وہ فسق و فجور، کبر و غرور کے بجائے نماز کی پابندی اوقات سے ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان کا مال اور ان کی دولت عیاشیوں، ہوس رانیوں اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کے بجائے محتاجوں، بیواؤں، یتیموں، مسکینوں، ناداروں اور مستحق بندگانِ خدا پر صرف ہوتی ہے اور اپنی جائز ضروریات سے جو کچھ بچ جاتا ہے اس کو یہ لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور باقاعدہ زکوٰۃ کا نظام قائم کرتے ہیں ان کی حکومت بھلائی اور نیکیوں کو فروغ دیتی ہے اور برائیوں اور بداعمالیوں کا خاتمہ کرتی ہے۔

حالیہ تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوران ایسے وقت جبکہ فاسق و فاجر ظالم و جابر حکمران کا بیڑہ غرق ہو رہا تھا تو وہ اور اس کی جماعت نے فرعون کی طرح ایمان لانے کا اقرار کرتے ہوئے یہ نعرہ لگایا کہ ہم نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نافذ کریں گے کیونکہ ہم نے ہی پاکستان میں اسلام کی سب سے بڑی خدمت کی ہے۔ ہماری قیادت و سیادت کو تسلیم کر لو اور ہمیں اسلامی حکومت کا سربراہ مان لو۔ اب وہ اسلامی نظام جس کو تم لانا چاہتے ہو ہم خود نافذ کریں گے لہذا ہمارے مطیع و فرمانبردار بن جاؤ۔ اس کے پیروکاروں نے کہا کہ جناب اب تو جھگڑا ہی ختم ہو گیا۔ بھٹو نے تمہاری بات مان لی۔ اب تو اس کو اپنا قائد تسلیم کر لو اور اسی کو اسلامی قانون نافذ کرنے دو۔ حالانکہ ظالم نے اپنے گرتے ہوئے اقتدار کو سنبھالا دینے اور برقرار رکھنے کے

۵ الحج آیت ۴۱ پارہ ۱۷

لئے اور اس کو طول دینے کے لئے یہ حربہ استعمال کیا تھا۔ ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شرابی، ظالم، جابر، اسلامی اقدار کا مذاق اڑانے والا، علمائے دین کی توہین کرنے والا اچانک اسلام کا علمبردار بن جائے۔ اللہ نے تو ان صالح ترین، متقی اور منتخب مسلمانوں کو حکومت اسلامی پر متمکن ہونے کا مستحق قرار دیا ہے اور وعدہ کیا ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر صدق دل سے ایمان لائیں اور ان کے احکام کے مطابق اپنے اعمال کو سنواریں۔ اسی کے لئے جئیں اور اسی کے لئے مریں جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ
دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ
اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ
بِيْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ٥

اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے۔ ان کے لئے ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کردے گا جسے اللہ تعالےٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی (موجودہ) حالتِ خوف کو امن سے بدل دے گا بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔"

اللہ نے مسلمانوں کو خلافت عطا کرنے کا جو وعدہ فرمایا تھا اس کے مخاطب نام کے مسلمان نہیں تھے بلکہ وہ مسلمان تھے جو ایمان میں پکے اور قول کے سچے تھے۔ اخلاق اور اعمال کے لحاظ سے صالح ترین شمار کئے جاتے تھے۔ معروف پر عمل کرنے والے اور منکرات سے بچنے والے تھے۔ اللہ کے دین کو دل و جان سے تسلیم کرنے والے اور ہر طرح کے شرک و نفاق سے پاک اور خالص اللہ کی بندگی کو اپنا شعار بنانے والے تھے۔ انہیں صفات کے حامل بندگان خدا کو آئندہ بھی اللہ تعالےٰ زمین میں اقتدار عطا فرمائیں گے اور ایسے ہی لوگ خلافت ارضی و نیابت الٰہی کے مستحق ہیں۔

ہم نے سطور بالا میں قیام پاکستان کے مقصد اور نفاذ نظام اسلامی کی غرض و غایت کو کلام اللہ کی روشنی میں وضاحت سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب مسلمانانِ پاکستان کا فریضہ ہے کہ جھوٹے اور پُرفریب نعروں پر کان دھرنے کی بجائے حقائق کی کسوٹی پر ان کو پرکھیں جن لوگوں کو وہ برسر اقتدار لانا چاہتے ہیں ان کے کردار کا مطالعہ کریں اور یہ دیکھیں کہ اس ملک کو اس کے نظریہ کے مطابق قائم رکھنے اور اس کو مستحکم تر کرنے میں کون سی جماعت یا گروہ مخلص ہے اور ان کی علم دین میں استعداد کیا ہے اور وہ خدائے وحدہٗ لاشریک سے کسقدر ڈرتے ہیں اور ان میں کس قدر احساس جوابدہی موجود ہے۔ حلال و حرام، جائز و ناجائز کا کتنا خیال رکھتے ہیں۔ ان کی ایمانداری، دیانتداری، راستبازی اور قول و عمل میں یکسانیت کا کیا حال ہے۔ جو لوگ محض اقتدار کے حصول کی خاطر ہمیشہ چولے بدلتے رہتے ہیں ان کو بار بار آزمانا جہالت ہے۔ کسی کی چکنی چپڑی باتوں میں آنا نادانی ہے۔ جان بوجھ کر اسلام دشمن طاقتوں کی حمایت کرنا بددیانتی ہے۔ حق رائے دہی ایک امانت ہے اس کا غلط استعمال خیانت ہے۔ احکم الحاکمین کی عدالت میں اس کی پرسش ہوگی۔ آج جبکہ اس ملک میں اسلامی نظام یا نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نافذ کرنے کے لئے چند مخلص دیندار قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی کا علم رکھنے والے علماء اور رہنما اکٹھے ہو گئے ہیں جن کے باہمی اتحاد کو "پاکستان قومی اتحاد" کا نام دیا گیا ہے جن کی سرکردگی اور رہنمائی میں سینکڑوں جانوں کی قربانی دی جا چکی ہے اور لاکھوں مسلمان ظالم و جابر حکمراں کی اذیتیں برداشت کر چکے ہیں انہی کو اپنا رہنما تسلیم کریں۔ اتحاد سے راہِ فرار اختیار کرنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر متحد و متفق رہنماؤں پر اعتماد کریں تاکہ اس ملکِ خداداد میں مسلمانان برصغیر کی دیرینہ آرزوؤں اور تمناؤں کو عملی جامہ پہنایا جا سکے اور جس غرض سے پاکستان بنایا گیا ہے اس کی تکمیل ہو سکے۔ اگر ہم نے پچھلی تیس سالہ تاریخ سے بھی کوئی سبق نہیں سیکھا اور عبرت حاصل نہ کی اور ہر مداری کے پیچھے چل پڑے، پھر سابقہ غلطی دہرائی تو یاد رکھو خدا بھی خدا فراموشوں کو بھلا دیتا ہے۔ اگر ہم اس کے دین کی مدد کے لئے تیار نہیں تو وہ بھی ہماری مدد نہیں کریگا۔ آئیے ہم اس کے دین کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ انشاء اللہ وہ دن دُور نہیں جبکہ ہم اپنی آنکھوں سے اللہ کی رحمت کے نزول کا نظارہ کریں گے، اور انشاء اللہ اقوام عالم میں پھر ہم اپنا کھویا ہوا مقام (انتم الاعلون) حاصل کریں گے۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ
وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ٥

اللہ تعالےٰ ہمیں دینِ اسلام سے سچی محبت عطا فرمائے اور ہمیں توفیق وافر عطا فرمائے کہ ہم خیر و شر کو پہچانیں اور اس ملکِ خداداد میں اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی پوری توانائیاں صرف کردیں۔ آمین یارب العٰلمین۔

لہ النور آیت ۵۵ پارہ ۱۸

لہ محمد آیت ۷ پارہ ۲۶

مراسلہ نگار توجہ فرماویں

ایڈیٹر کے نام مراسلات کے صفحہ پر صرف وہی مراسلات شائع کئے جاتے ہیں جو مختصر صاف اور کاغذ کے ایک طرف لکھے گئے ہوں۔

از: مولانا منظور احمد چنیوٹی

جیل خانوں کی اصلاح کے سلسلہ میں چند اہم تجاویز

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم مولانا منظور احمد چنیوٹی نے انسپکٹر جنرل جیل خانہ پنجاب کو جیل خانوں کی اصلاح کے سلسلہ میں چند تجاویز مندرجہ ذیل چٹھی کی صورت میں ارسال کی ہیں۔ (ادارہ)

بگرامی خدمت محترم جناب

آئی۔جی۔صاحب

جیل خانہ جات پنجاب! دامت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج شریف

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت سے آج تک بندہ کو کئی بار جیلوں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ جیل کے احوال کی اصلاح کے لئے کئی ایک مفید تجاویز سامنے آتی رہیں۔ وقتاً فوقتاً ذکر بھی ہوتا رہا۔ پہلے کی نسبت کئی ایک اصلاحات ہو بھی چکی ہیں لیکن ابھی بہت سی اصلاحات کرنے کی ضرورت باقی ہے۔ بندہ فی الحال آپ کو ایک اہم اقدام کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے۔ اگر جناب نے اس کی طرف توجہ مبذول فرمائی تو بہت ہی مفید اور بہتر نتائج برآمد ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک عظیم منصب پر فائز فرمایا ہے۔ آپ کی ادنیٰ توجہ سے یہ کار خیر سرانجام دیا جاسکتا ہے جس کے اجر وثواب اور دور رس نتائج کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔

بندہ کو پچھلے ماہ فوجی عدالت جھنگ سے ایک تقریر کی بنا پر ایک ماہ قید با مشقت کی سزا ہوئی تھی۔ پندرہ یوم جھنگ جیل میں بطور قیدی رہا۔ اب ہائی کورٹ میں اس سزا کے خلاف رٹ چل رہی ہے۔ فی الحال میں ضمانت پر ہوں۔

مجھے اس دفعہ سکول میں قرآن مجید پڑھانے کی سعادت بطور مشقت حاصل ہوئی۔ میں نے اس تھوڑے سے عرصہ میں ناظرہ قرآن مجید بھی پڑھایا۔ نمازیں درست کرائیں۔ مسائل بتائے۔ بعض کو نماز کا ترجمہ سکھایا۔ قرآن مجید کا درس دیتا رہا۔ تین جمعوں میں بھی مسائل بیان کرنے کا موقع ملا۔ میں نے اس کے بہت سے فوائد مشاہدہ کئے ہیں۔ کئی ایک ان میں سے پختہ نمازی بن گئے۔ بعض نے نشہ جیسی قبیح عادت چھوڑ دی۔ عقائد۔ اعمال۔ اخلاق ہر ایک اعتبار سے ان کی اصلاح ہوئی۔ میری اس سلسلہ میں چند مختصر تجاویز ہیں:۔

۱۔ قیدیوں اور حوالاتیوں کے لئے قرآن مجید ناظرہ کی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔

۲۔ نماز کا ترجمہ ہر ایک کے لئے لازمی ہو۔ اسے اپنی زبان میں ترجمہ یاد کرایا جائے تاکہ اسے معلوم ہو کہ وہ زبان سے کیا کہہ رہا ہے یعنی قیدیوں کو پورے قرآن کا ترجمہ پڑھانے کا انتظام کیا جائے۔

۳۔ تعلیم الاسلام مصنفہ مفتی کفایت اللہ صاحب مرحوم (ہر چہار حصص) ان کی بھی باقاعدہ لازمی تعلیم دی جائے تاکہ روزمرہ کے ضروری مسائل سے واقفیت ہو جائے۔

۴۔ ہر جیل کے لئے کسی مستند عالم کی خدمات حاصل کرکے باقاعدہ قرآن مجید کا درس دلایا جائے ایک گھنٹہ روزانہ درس ہو جس کا سننا سب کے لئے لازمی ہو۔

۵۔ پانچوں وقت کی اذان باقاعدہ لاؤڈ سپیکر پر دی جائے۔ خصوصاً مغرب عشاء اور صبح کی اذانیں تو لازماً لاؤڈ سپیکر پر ہونی چاہئیں کیونکہ جیل میں گھڑی رکھنا جرم ہے اور ان اوقات میں سب اندر بند ہوتے ہیں جس کی وجہ سے نماز کا صحیح وقت معلوم نہیں ہو سکتا۔

اب جب کہ پورے ملک میں نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تحریک کی شکل اختیار کئے ہوئے ہے موجودہ عبوری حکومت کی بھی یہ زبردست خواہش ہے اور اس کے لئے فضا سازگار بنا کر بنیاد رکھی جا رہی ہے ایسے حالات میں یہ بھی نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے ایک بہترین عملی اقدام ہوگا جس سے ہماری جیلیں بجائے جرائم کی تربیت گاہیں بننے کے اچھی اصلاحی تربیت گاہیں بن جائیں گی۔

امید ہے کہ جناب ان اصلاحی اقدامات کی طرف فوری توجہ فرما کر اجر عظیم حاصل فرمائیں گے اور مجھے بھی دلالت علی الخیر کے اجر میں شریک فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

واللہ ولی التوفیق

امجد علی شاکر ایم۔ اے

زندگی ہے نام کس شے کا کہاں ہے زندگی؟

آیئے آج میں آپ کو ایک ڈاکٹر صاحب کے مطب کی سیر کراتا ہوں۔ اس مطب میں اگر صفائی نہ ہو تو کیا ہوا مریض تو بے حساب ہیں۔ دوائیوں کے بنڈل بھی اِدھر اُدھر بکھرے پڑے ہیں اور خود ڈاکٹر صاحب مریضوں کے جھرمٹ میں پوشیدہ ہیں۔ مریض ان پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔ باہر سے آنے والوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی تیزی سے ایک نیا مریض مطب میں داخل ہوتا جس تیزی سے گھی کا کنستر دیکھ کر لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ بڑے بڑے مایوس مریض اس دکان میں تشریف لا رہے ہیں

حضرات ڈاکٹر صاحب کی دکان کے باہر بورڈ تلاش نہ کیجئے۔ آپ اس قسم کے تکلفات کو گوارا نہیں کرتے۔ آپ اتنے سادگی پسند ہیں کہ آپ نے ڈاکٹری کے لئے تعلیم (Qualification) کا حصول بھی ناپسند کیا اور آپ بغیر کسی سند کے پریکٹس کر رہے ہیں۔ کوئی اعلیٰ افسران سے ٹکر نہیں لے سکتا۔ جو ٹکر لینے کی کوشش کرتا ہے ڈاکٹر صاحب کی چاندی ان کی آنکھیں خیرہ کر دیتی ہیں تا کہ کچھ سجھائی نہ دے۔

ڈاکٹر صاحب کے کمرے میں پنکھا تلاش نہ کیجئے۔ ایک اداس اور مریض عمر رسیدہ سا پنکھا ان کے سامنے گڑگڑا کر معافی مانگ رہا ہوتا ہے۔ اس پنکھے کا جرم یہ ہے کہ اس نے کئی سال قبل ڈاکٹر صاحب کی غریبی کا زمانہ دیکھ لیا تھا اس لئے اب اسے معاف کر دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس پنکھے کا ہم عمر ایک بلب بھی اس کمرے میں ہے جس کا رنگ زرد ہو چکا ہے اور اب سیاہی مائل ہے۔ اس کا رنگ ڈاکٹر صاحب کی پتلون جیسا ہے جس کے بارے میں راویانِ شہر بیان کرتے ہیں کہ یہ کبھی سفید تھی مگر آجکل یہ پتلون ڈاکٹر صاحب کے کوٹ کی طرح اپنے اصلی رنگ سے محروم ہو کر سیاہ دلم سیاہ چشم سیاہ تعلیم کا نغمہ الاپ رہی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے سامنے پڑا ہوا میز بہت سی دوائیوں کا مدفن ہے۔ اوپر تلے دوائیوں کا ڈھیر دھرا ہوا ہے۔ اس ڈھیر سے ہی نسخہ ہائے شفا تلاش کر کے مریضوں پر آزمائے جاتے ہیں اور مریضوں کی عافیت اور اپنی عاقبت کے ساتھ ہنسی مذاق کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب جس کرسی پر تشریف رکھا کرتے ہیں اس پر کوئی دوسرا بیٹھ نہیں سکتا۔ اسے ڈاکٹر صاحب کے رعب و داب پر محمول نہ کیجئے بلکہ یہ اپنے کرتوں کی بدولت اس پر تشریف رکھ سکتے ہیں ویسے بھی ہمیں تین ٹانگ کی کرسی پر بیٹھنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ اور اگر کسی صاحب کو ایسا تجربہ ہو تو کرسی پر موجود برہنہ اور احتجاج کناں کیل ہر کرسی نشین کی تواضع کے لئے موجود ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے

آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
اسباب لٹا راہ میں یاں ہر سفری کا

حضرات! اب ذرا ڈاکٹر صاحب کے طریق علاج سے متعارف ہو لیں۔ آپ اپنی کرسی پر تشریف فرما ہیں اور جو مریض قریب آئے اس کے بازو کو شکار کر لیتے ہیں یعنی اس پر ٹیکا لگا دیتے ہیں۔ آپ حیران نہ ہوں آپ کے ٹیکے قطعاً بے ضرر ہوتے ہیں ان سے (Reaction) ری ایکشن کا کوئی ڈر نہیں ہوتا بلکہ انفیکشن کا بھی ڈر نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر صاحب کو بیماریوں اور بیماروں سے بہت محبت ہے انہوں نے اپنی دوکان میں 'نزلہ زکام کھانسی ہے قومی نشان ہمارا' کا ماٹو لکھوا رکھا ہے بخود اپنے لئے ٹی۔ بی جیسی مستقل قسم کی بیماری پال رکھی ہے۔

حضرات یہ جھلک ہے ایک ڈاکٹر صاحب کی جن کی قسم کے ڈاکٹر آپ نے بہت دیکھے ہوں گے۔ یہ لوگ حفظانِ صحت کے رضا کار بلکہ خدائی خوار ہیں ہمارے عوام کی صحت ان کی ڈاکٹری کی زد میں ہے۔ آپ کو ایسے ڈاکٹر ٹرک پر بس میں گاڑی میں بھی بکثرت ملے ہوں گے۔ مجھے بصیر پور سے اوکاڑہ تک کا سفر کرتے ہوئے کم و بیش نو سال ہو گئے ہیں۔ درمیان میں ایک سٹاپ پر جب بس رکتی ہے تو ہم ایک ڈاکٹر صاحب کی تقریر سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور ان کی ذہانت کی داد دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے وہ تقریر بغیر لقمہ لئے لفظ بلفظ تلاوت کر دیتے ہیں جو سینکڑوں بار پہلے کر چکے تھے۔ ہم ہر بار انسانی جسم کے اعضاء کی تعداد سن کر اپنے علم میں اضافہ کرتے ہیں اور ایک لمحہ کے لئے اپنے آپ کو ماہر علم الابدان تصور کر لیتے ہیں۔ یہ صاحب انگریزی کے بھی پانچ عدد الفاظ سے آگاہ ہیں اور ہر بار اس بات کا ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ یہ صاحب گولیوں کا ایک پیکٹ فروخت کیا کرتے ہیں جس کی ہر سال گولیاں کم اور قیمت زیادہ ہوتی رہتی ہے یہ گولیاں ایسی ہر فن مولا قسم کی گولیاں ہیں کہ ہر قسم کے مرض سے بہتر سلوک کر سکتی ہیں۔ ان میں ایسا ذکر پوشیدہ ہے کہ ہر شخص کی صحت و عافیت اس میں مضمر ہوتی ہے خصوصاً ان لوگوں کے لئے تو یہ گولی مسیحائی میں لاجواب ہے جو لوگ خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں ویسے بعض دوستوں کا خیال ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کی مخالفت کے لئے خاندانی منصوبہ بندی والوں کی تیار کردہ دوائیں زیادہ مفید ہیں۔ بہر حال ہم اس معاملہ میں حتمی فیصلہ صادر کرنے پر قادر نہیں سوائے اس کے یہ کہیں کہ

زندگی ہے نام کس شے کا کہاں ہے زندگی

حادثات سے تحفظ کے لئے ہیلمٹ کا استعمال؟

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ ہم نے ترجمان اسلام کے صفحات پر "ہیلمٹ بھی ضروری اور اس سے بھی زیادہ ضروری" کے عنوان سے حکومت کے ارباب اختیار افراد کی توجہ اس جانب مبذول کرائی تھی کہ ہمارے ملک کے مخصوص حالات، تہذیب و معاشرت اور موسمی تغیرات کے پیش نظر کریش ہیلمٹ کا استعمال لازمی امر نہ قرار دیا جائے بلکہ اسے اختیاری رہنے دیا جائے اور یہاں کی سائیکل نما سوزوکی اور یاماہا کے چلاتے وقت اسے استعمال کی اتنی ضرورت نہیں ہوتی جتنی برطانیہ وغیرہ میں بہتر اور تیز رفتار گاڑیوں کے چلاتے وقت ضرورت ہوتی ہے۔ بڑی شاہراہوں پر متعدد بار یہ دیکھنے میں آیا کہ سائیکل سوار رکشا سکوٹر سے مقابلہ کرتے ہیں جو اگرچہ قانونی لحاظ سے درست نہیں اور ٹریفک قوانین کے احترام کے بھی خلاف ہے تاہم اپنے ملک میں موجود استعمال کے لئے سواری کی تیز رفتاری اور ہارس پاور کا اندازہ کرنا اس سے مشکل نہیں ہے۔ غیر ممالک میں سواری کے لئے جو عام گاڑیاں استعمال ہوتی ہیں وہ ہماری موجودہ گاڑیوں سے کہیں زیادہ پاور کی ہوتی ہیں ایسے میں ہیلمٹ کا استعمال لازمی قرار دینا سمجھ میں آتا ہے۔ اسی طرح ہائی وے کوڈ بھی کوئی الہ دین کا چراغ نہیں کہ جس سے حادثات کی روک تھام میں مؤثر مدد مل سکے۔ بہرحال اس سے حادثات میں تحفظ کے لئے فائدہ ہوا ہو یا نہ — لیکن حکومت کو ضرور فائدہ ہوا۔

کئی روز سے یہ قصہ عدالت عالیہ کے سپرد تھا اور ذہنوں سے محو ہو چکا تھا۔ جوں ہی جون کی ۲۰ تاریخ قریب آنے کو ہوئی ایک مرتبہ پھر اخبارات میں یہ "قصۂ پارینہ" سرخیوں کی زینت سے شائع ہونے لگا۔ لیکن اس دفعہ اس سلسلہ میں اخبارات کو ایک نقصان ہوا کہ کسی ہیلمٹ کمپنی نے ان کو اشتہارات فراہم نہیں کئے ورنہ قبل ازیں اِدھر ہیلمٹ کی خبروں کی اشاعت ہوئی اور اُدھر اخبارات کے وارے نیارے ہو گئے — اخبارات سے زیادہ ان اداروں کے دن مشکل سے گذر رہے ہوں گے جنہوں نے لاتعداد ہیلمٹ تیار کر رکھے ہوں گے اور عدالت کے فیصلے کے جلد سے جلد منتظر ہوں گے۔ اب یہ مستقبل قریب میں پتہ چل سکے گا کہ ان کی توقعات کہاں تک پوری ہوتی ہیں اور ان کو "کھپلا" کرنے کا موقع ایک مرتبہ پھر مل سکے گا یا نہیں۔

بہرحال اربابِ حکومت سے ہمیں تو یہی گذارش کرنا ہے کہ ہیلمٹ کے استعمال کو اختیاری رکھا جائے۔ اور اگر کوئی ایسی ہی "مجبوری" یا "نظریۂ ضرورت" کے تحت اس کو لازمی قرار دینا ہے اور مقصود صرف اور صرف حادثات سے تحفظ ہے تو پھر ہماری بھی تجاویز جو کہ ہیلمٹ سے کہیں زیادہ مؤثر ہیں اور نسبتاً فوائد بھی بہت زیادہ رکھتی ہیں ان کو بھی قابلِ عمل بنانے کو سعی بار حاصل کی جائے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ حادثات جو فنی ماہرین کے غلط رویے کے باعث پیش آتے ہیں اور حکومت کے منصوبے ان نقائص کو دور کرنے کے سلسلہ میں مؤثر ثابت نہیں ہوتے اور صورتحال کچھ اس سے مختلف نہیں ہوتی کہ اِدھر تعمیر کا ٹھیکہ طے پاتا ہے اُدھر ساتھ ہی مرمت کرنے والے ٹھیکیدار صاحب پہنچ جاتے ہیں یعنی تعمیر کے بعد فوری طور پر خود سڑک سے جو حادثات ہونا شروع ہو جاتے ہیں ان کے ازالے کے لئے مؤثر اقدامات کئے جائیں۔

ثانیاً گذارش ہے کہ اگر ملک میں ہونے والے حادثات کی تعداد دیکھی جائے تو یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ زیادہ تر حادثات بس میں سوار ہونے والے افراد کو پیش آتے ہیں۔ آئے دن اخبارات میں شہ سرخیوں سے بس اور ٹرک، بس اور ریل گاڑی، بس اور رکشہ وغیرہ کا ٹکراؤ اتنی تعداد زخمی اتنے ہلاک کی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ سکوٹر سوار افراد بہت کم حادثات کے منہ میں جاتے ہیں اس لئے بقول شخصے اگر سکوٹر سوار افراد کو حادثات سے بچانے کے لئے ہیلمٹ پہننا لازمی ہے تو بس سوار افراد کے لئے لوہے کی زرہ پہننا بھی لازمی قرار دیا جائے تاکہ مکمل تحفظ ہو سکے۔ اس قانون کے لئے ہمیں امید ہے کہ نہ صرف اہل وطن فرحاں و شاداں ہوں گے بلکہ دنیا میں ایک مثال قائم ہونے کے ساتھ تمام ماہرین مواصلات ہمارے اس اقدام کو نہ صرف سراہیں گے بلکہ وہ اپنے ملک کے لئے بھی اسے نافذ العمل قرار دیں گے۔

دنیا میں ایک مثال تو ہم نے شاہراہ قراقرم "جو ایک خواب تھا" حقیقت کر دکھایا ہے، قائم کر دی تو سڑکوں کے قواعد و ضوابط بھی اگر ہماری طرف سے مرتب ہوں تو بہت سی نیک توقعات اپنے متعلق رکھنی چاہئیں۔

نیز یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ کچھ لوگوں نے قانون کی زد سے محفوظ رہنے کے لئے پیشگی تحفظات کی کوششیں شروع کر دی ہیں اور اس سلسلہ میں ان کو پہلی کامیابی تو یہ ہو چکی ہے۔ ہم ارباب حکومت سے گذارش کریں گے کہ وہ ایسے افراد کو قانون سے کھیلنے کی بجائے قانونی قواعد پوری کرنے کی تلقین کریں۔ بصورت دیگر قانون میں ترمیم و اضافہ جو مناسب سمجھیں فرما دیں۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ہلمیٹ پہننے کو سکوٹر سوار اور پیچھے بیٹھنے والے سوار کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ کچھ لوگوں نے یہ کوشش کرنا شروع کر دی ہے کہ سواری کو پیچھے بٹھانے کی بجائے سواری کا انتظام آگے بیٹھنے کے لئے کیا جا سکے۔ تو لازمی امر ہے قانون کی زد سے بچنے کے لئے یہ اقدام نہ صرف غلط ہیں بلکہ ان کی حوصلہ افزائی نہ کرنی چاہیئے۔

ہم جس "من حرامی حجتاں ڈھیر" نے یہ قانونی شق تبلائی تو ہم نے اس کو قانون کی بالادستی کا بہت وعظ کیا۔ مگر وہ دو چار روز ہلمیٹ استعمال کر چکا تھا اور مارے گرمی کے اس کے دماغ کے کل پرزے خاصے ہل چکے تھے تو ہمارے کہنے کا اسے کوئی اثر نہ ہوا — اور اس نے اعلان کیا کہ میں جلد اپنے بہت سے ہم خیال پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا، اور اس طرح ایک جماعت کی داغ بیل ڈالدوں گا اور پھر ......

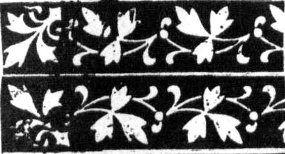
ہم نے کہا آپ کا یہ اندازِ گفتگو کہ کی جس بات اس نے شکایت ضرور کی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہت حد تک جذباتی ہیں۔ اگر ہمیں آپ وضاحت کر دیں کہ .... پھر .. کیا ہوگا ... ؟

پھر اگر ہمیں اپنی کوشش میں ناکامی رہی تو ہم جلدی سے ہلمیٹ کمپنی کی ایجنسی لے لیں گے، اور لوگ مجبوراً ہمیں منہ مانگے دام ادا کر کے ہلمیٹ ہم سے خریدیں گے اور اس طرح چند دنوں میں سکوٹر سے جان چھوٹ جائے گی اور ہم کار خریدیں گے کیونکہ ہلمیٹ مقررہ نرخ پر تو ملیں گے نہیں اور ...... اس طرح دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر کے "بامِ عروج" پر پہنچ جائیں گے۔

ایک گراں قدر مشورہ اس "قانونی ماہر" کا یہ بھی تھا اگر زرہ پہننا لازمی قرار دیا جائے تو ہر بس والے کے لئے یہ لازمی ہوگا کہ ساٹھ عدد زرہ خرید رکھیں اور ہر سواری کو ٹکٹ کے ساتھ زرہ عنایت کرتے جائیں اور ساتھ لکھیں کہ کمپنی حادثہ کی ذمہ دار ہوگی۔ اس طرح یہ جو زیادہ سواریاں بس پر سوار ہوتی ہیں ان کے ازالہ کی بھی صورت نکل آئے گی۔ لیکن بایں ہمہ اس بات کا یقین ہے کہ اس صورت میں زیادہ بسوں کی جو ضرورت ہوگی اس کی کمی گورنمنٹ کی طرف سے پوری نہیں کی جائے گی۔ شاید آپ کو وہ تجربہ بھول گیا جو چند روز پہلے اخبارات میں آیا تھا کہ حکومت نئی بسیں بڑے شہروں میں چلا رہی ہے۔ ابھی تک اس کا کوئی ردِ عمل ظاہر نہ ہو سکا۔

بہرکیف زیادہ تعداد میں جو زرہ بنائی جائیں گی اس کام کو اگر حکومت خود کرے گی تو بہت زیادہ اقتصادی فائدہ ہوگا اور اس طرح کالا باغ کے وہ تمام خام لوہے کے ذخائر کام میں آسکیں گے جو عرصہ سے "نگاہِ کرم" کے منتظر ہیں۔

امید ہے کہ ان مشوروں سے نہ صرف ...... حادثات کی روک تھام ہو گی بلکہ اقتصادی فائدہ بھی ہوگا۔



ہم نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے ہر قربانی دینے کیلئے تیار ہیں

حضرت درخواستی مدظلہ

ہنگو۔ حضرت عبداللہ صاحب درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان گذشتہ سالوں کی طرح معمول کے مطابق ۲۳ رجون کو ۵ بجے شام کوہاٹ سے روانہ ہو کر ہنگو تشریف لائے۔ تین میل دور بہادر بانڈہ کے مقام پر سیف الاسلام کاکا خیل حافظ فخر الاسلام مولوی رفیق نے حضرت کا استقبال کیا۔ حضرت رات ٹل گئے اور رات ایک بجے تک وہاں تقریر کی اور صبح تقریباً نو بجے دار العلوم ہنگو پہنچے۔ حضرت نو بجے کے بعد گیارہ بجے تک آرام کرتے رہے اور گیارہ بجے حضرت مدظلہ عوام سے خطاب کرنے کے لئے تشریف لائے جونہی مسجد میں داخل ہوئے نعرے شروع ہو گئے حضرت مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سرمایہ داروں کو دولت پر ناز ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو اللہ پر ناز ہے۔ حکومت کو مارشل لاء پر ناز ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو انشاء اللہ پر ناز ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھیں گے جب تک اسلامی نظام نافذ نہ ہوگا۔ لوگوں سے وعدہ لیتے ہوئے کہا کہ ہم سب مل کر نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم لائیں گے۔

آخر میں دعا کی تقریباً بارہ بجے تقریر ختم ہوئی حضرت درخواستی صاحب ٹھیک بارہ بجے ایف سی ہنگو میں مقصود صاحب کے گھر گئے۔ نماز ظہر بہادر بانڈہ میں پڑھی۔ حضرت درخواستی مدظلہ کے ہمراہ کوہاٹ تک حاجی ابراہیم پراچہ سیف الاسلام کاکا خیل بھی تھے۔

از سیف الاسلام کاکا خیل

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ

کا غیر رسمی اجلاس

ملک کی صورت حال پر غور خوض کیا گیا۔

راولپنڈی: جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک غیر رسمی اجلاس ۲۱ رجون ۷۸ء کو جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی میں منعقد ہوا جس میں سول حکومت میں شمولیت کے سوال اور ملک کی تازہ ترین صورت حال پر غور کیا گیا۔ اجلاس کی پہلی نشست کی صدارت مولانا عبید اللہ انور اور دوسری نشست کی صدارت مولانا محمد شریف وٹو نے کی۔

قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود نے شرکاءِ اجلاس کو تازہ ترین صورت حال اور حکومت کے ساتھ مذاکرات کی تفصیلات سے آگاہ کیا اور اس کے بعد مفصل بحث و تمحیص کی روشنی میں طے کیا گیا کہ جمعیۃ علماء اسلام موجودہ حالات میں سول حکومت میں شمولیت کو موزوں اور مناسب خیال نہیں کرتی تاہم قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود کو اختیار دے دیا گیا کہ وہ حالات کے پیش نظر جو فیصلہ مناسب سمجھیں کریں۔ اجلاس میں مرکزی مجلس شوریٰ کے مندرجہ ذیل ارکان اور اعزازی مدعوئین نے شرکت کی۔

مولانا محمد شریف وٹو، بہاولنگر
مولانا عبید اللہ انور، لاہور
مولانا مفتی محمود ملتان
مولانا محمد ایوب جان بنوری
مولانا سید محمد شاہ امروٹی
مولانا عبد الواحد کوئٹہ
مولانا مفتی محمد عبد اللہ ملتان
مولانا حبیب گل کوہاٹ
جناب عبد الستار خان بنہ
مولانا محمد رمضان میانوالی
مولانا عبد الواحد گوجرانوالہ
مولانا محمد اجمل خان، لاہور
مولانا محمد خان شیرانی ژوب
مولانا نیاز محمد زیارت
جناب عبد الحمید بٹ، لاہور
مولانا محمد لیسین جھنگ
جناب محمد زمان اچکزئی پشین
جناب قاری نور الحق قریشی، ملتان
جناب سید مقبول حسین ترمذی اوکاڑہ
مولانا غلام ربانی رحیم یار خان
مولانا امیر حسین گیلانی، اوکاڑہ
مولانا لطف الرحمٰن مردان
مولانا محمد فیروز خان ڈسکہ
مولانا عزیز الرحمٰن پشاور
مولانا قاری عبد السمیع، سرگودھا

مولانا قاری سعید الرحمٰن راولپنڈی
مولانا قاری محمد امین راولپنڈی
مولانا قاضی عبداللطیف کلاچی
مولانا نعمت اللہ کوہاٹ
مولانا حمید اللہ جان نیازی بنوں
جناب شیخ اختر حسین ایڈووکیٹ راولپنڈی
مولانا زاہد الراشدی گوجرانوالہ
مولانا سمیع الحق اکوڑہ خٹک
جناب خواجہ عبدالرؤف ملتان

اسلام ایک انقلابی اور ترقی پسند نظام ہے ۔ زاہد الراشدی

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم اور پاکستان قومی اتحاد پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے کہا ہے کہ اسلام انسانی معاشرہ میں معیارِ زندگی کے تفاوت کو قبول نہیں کرتا اور سرمایہ داروں اور وڈیروں کے مقابلہ میں محنت کشوں اور غریبوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے ۔ آپ گذشتہ شب علاقہ چھچھ میں مدرسہ خدام الدین سلیم خان کے سالانہ جلسہ دستار بندی سے خطاب کر رہے تھے ۔ آپ نے کہا اسلام نے انسانیت کو نسلی امتیاز سے عملاً نجات دی ہے جبکہ آج کے ترقی یافتہ ممالک بھی رنگ و نسل کے امتیاز کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے اور آج دنیا تہذیب و ترقی کے تمام تر دعووں کے باوجود انسان کے جن حقوق کو اقوام متحدہ کے چارٹر میں درج کر کے خوش نظر آتی ہے اس سے زیادہ حقوق آج سے تیرہ سو برس پہلے اسلام نے عملاً انسان کو دے کر ایک مثالی فلاحی معاشرہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے ۔

آپ نے کہا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو اپنی مرضی اور اختیار سے محنت کشوں اور غریبوں میں شامل کر کے دنیا بھر کے محنت کشوں کو ایک انتہائی قابلِ فخر اعزاز بخشا ہے ۔ ہمیشہ غریبوں کے مقابلہ میں وڈیروں کو مسترد کیا ہے ۔

مولانا زاہد الراشدی نے اس بات پر زور دیا کہ آج ہم اسلام جیسے انقلابی اور ترقی پسند نظام کو اس کی اصلی صورت میں اپنا کر ہی وقت کے چیلنج کا سامنا کر سکتے ہیں ۔

جلسہ سے مولانا قاری سعید الرحمٰن، مولانا قاری محمد امین اور مولانا سکندر خان نے بھی خطاب کیا اور علاقہ کے بزرگ عالم دین شیخ الحدیث مولانا عبدالقدیر نے جلسہ کی صدارت کی اور فارغ التحصیل ہونے والے تیرہ ۱۳ حفاظ اور حافظات کی دستار بندی فرمائی ۔

(رپورٹ قاری شیر افضل)

مولانا زاہد الراشدی کی سرگرمیاں :

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نے ۱۹ جون سے ۲۷ جون تک جلال پور جٹاں، راولپنڈی، منگ آزاد کشمیر، مری، ایبٹ آباد، مانسہرہ، ہری پور، ٹیکسلا، جھنڈ اور موضع سلیم خان میں جماعتی احباب سے ملاقاتیں کیں اور ان سے مختلف جماعتی و سیاسی امور پر تبادلہ خیالات کے علاوہ متعدد تبلیغی اجتماعات میں شرکت کی ۔

آپ ۱۲ جولائی بدھ کو دو روزہ دورہ پر آزاد کشمیر کے دارالحکومت مظفر آباد جا رہے ہیں جہاں آپ ہم خیال دوستوں اور علماء کرام سے آزاد کشمیر کی صورت حال اور دیگر امور پر تبادلہ خیالات کریں گے ۔

ایک دیا اور بجھا :

حضرت مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ رتوکالا تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا جو حق گو عالم دین اور اکابرین دیوبند کے شیدائی اور جمعیۃ علماء اسلام رتوکالا کے امیر تھے ایک طویل علالت کے بعد ۳ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۷۸ء بروز ہفتہ ہم سب کو داغِ مفارقت دے گئے ۔ مولانا مرحوم ضلع سرگودھا کے مشہور مفتی اور مصنف مناظر کامل دین رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند تھے ۔ ۱۹۲۰ء میں پیدائش ہوئی اور چھ سات برس کی عمر میں حفظ قرآن مجید اور پھر مختلف مدارس سے علوم و فنون اور مولانا سلطان محمود صاحب سابق مدرس دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث اور دورۂ تفسیر پڑھا اور پھر علاقہ میں اپنی ساری عمر تبلیغ اور تدریسِ دین میں گذار دی ۔ جمعیۃ علماء اسلام سے وابستہ تھے اور ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں ان کی نمایاں خدمات تھیں ۔ ہر تحریک میں حصہ لیا ۔ مولانا موصوف حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم سے والہانہ عقیدت و محبت

۷۰ء کے بعد آنیوالے سب حکمرانوں کا بلا استثناء محاسبہ کیا جائے

جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر کی مرکزی مجلس شوریٰ کی قرارداد

جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس گذشتہ روز مدرسہ اشاعت الاسلام منگ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر منگ میں امیر جمعیۃ مولانا محمد یوسف خان کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی بھی خصوصی دعوت پر بطور مبصر شریک ہوئے ۔

اجلاس میں آزاد کشمیر کی صورت حال کا جائزہ لیا گیا اور اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا گیا کہ جمعیۃ کے مسلسل مطالبہ پر آزاد کشمیر میں احتساب کا عمل ۷۰ء سے کیا جا رہا ہے ۔ اجلاس نے ایک قرارداد کے ذریعہ اس بات پر زور دیا ہے کہ ۷۰ء کے بعد سے اب تک برسر اقتدار آنے والے تمام سیاستدانوں کا بلا استثناء محاسبہ کیا جائے ۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ پاکستان میں سیاسی سرگرمیوں کی بحالی کے بعد جمعیۃ کے مرکزی قائدین تنظیمی دورہ کریں گے ۔

اس سے قبل مدرسہ اشاعت العلوم منگ کے تین روزہ سالانہ اجلاس سے مولانا زاہد الراشدی، مولانا امداد الحسن نعمانی، مولانا محمد یوسف خان، مولانا عبدالعزیز تھوراڑوی اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا ۔

رکھتے تھے۔ بھیرہ میں جب جلسہ ہوتا اور حضرت مفتی صاحب کی آمد کا سنتے تو اپنے تمام متعلقین کو بھیجنے کی کوشش کرتے۔

مولانا موصوف حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت تھے اور اپنے پر سے محبت وعقیدت کی مثال تھے۔ اس وقت مولانا کے تین صاحبزادے حضرت عطاء اللہ، مولانا ظہور احمد اور اشرف علی تکمیل علوم کر رہے ہیں۔ ان کے حق میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو جنت الفردوس نصیب فرمائے اور مولانا کے فرزندوں کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرما کر دین کی خدمت اور اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

مولانا مرحوم کے وصال کی خبر سنتے ہی اراکین جمعیۃ علماء اسلام اور دار العلوم عربیہ حنفیہ کے طلباء اور اساتذہ نے ایصال ثواب کیا۔

آزاد کشمیر قومی اتحاد:

۲۲ جون مظفر آباد۔ جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر کے ناظم اعلیٰ مولانا امیر الزماں نے اپنے بیان میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ جموں و کشمیر قومی اتحاد جن حالات میں قائم ہوا تھا اب وہ باقی نہیں ہیں بلکہ حالات بدل چکے ہیں۔ ساتھ ہی انہوں نے میاں عبد الباری کے دورہ لندن کے بعض بیانات اور مسٹر اکرام اللہ نائب صدر محاذ رائے شماری کے حالیہ بیان جو ہفت روزہ الانصاف میں شائع ہوا ہے جس میں قائد المسلمین مولانا مفتی محمود صدر قومی اتحاد پاکستان پر بیجا تنقید کی ہے۔ ان بیانات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے انہوں نے کہا اس قسم کے بیانات سے جموں و کشمیر قومی اتحاد کے بلند مقاصد کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مولانا امیر الزماں نے مسٹر اکرام اللہ کو آگاہ کیا کہ وہ اگر اپنی جماعت محاذ رائے شماری کو قومی اتحاد میں شامل شمار کرتے ہیں تو پھر بلا مشورہ انہیں اس قسم کے بیانات سے باز رہنا چاہیئے۔ جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر اس قسم کے پیش آمدہ مسائل پر غور و فکر کے لئے عنقریب مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کرے گی۔

قاری محمد انور

سہ ماہی گوشوارہ ربیع الثانی تا
جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ
آمد و صرف
جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان

نقد موجود سابقہ	۴۵۴ - ۷۳
واپسی قرضہ	۲۹۱ - ۰۰
فروختگی رسید بک	۴۵ - ۰۰
فیس رکنیت	۴۰ - ۰۰
آمد	۲۳۳۴ - ۰۰
میزان	۳۱۶۴ - ۷۳
مشاہرات	۱۸۰۰ - ۰۰
سفر خرچ	۴۷۶ - ۰۷
کرایہ مکان	۲۱۰ - ۰۰
بوریاں خرید برائے گندم	۱۸۲ - ۰۰
مہمانداری اجلاس	
شوریٰ و عاملہ	۱۶۳ - ۰۰
ٹیلیفون	۵ - ۰۰
	۲۸۳۶ - ۰۷
موجود	۳۲۸ - ۶۶
	۳۱۶۴ - ۷۳

آمد گندم

میاں کریم بخش چاہ ریت والا	
جلہ ارائیاں	۱ - ۰۰ من
حاجی اللہ داد جلہ ارائیاں	۵ - ۰۰
میاں محمد بخش چاہ سوٹہ والہ	
جلہ ارائیاں	۲ - ۲۰
حاجی رحیم بخش صاحب	
جلہ ارائیاں	۲ - ۲۰ من
حاجی محمد سعید صاحب	۵ - ۰۰
	۱۶ - ۰۰ من

کل سولہ من گندم وصول ہوئی۔

تاریخی روایات و تبلیغ عقائد
پر پابندی

کراچی ۲۵ جون۔ جمعیۃ علماء اسلام دوہاڑ کا نان کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد یوسف کا نانی اور تنظیم اخوان الفقراء پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات محمد سعید صابر نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں کہا کہ پاکستان کا اساسی نظریہ اسلام ہے اور بیان اسلاف کی صحیح زندگی پیش کرنا جرم ہے جبکہ ہر نظریاتی مملکت میں ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے جو اس ملک کا نظریہ پھیلاتے ہیں۔

بیان میں سندھ گورنمنٹ کی طرف سے نص قرآنی مستند روایات حدیث اور تاریخی حقائق سے بھرپور دو کتابوں "یزید بن معاویہ" اور داستان کربلا" پر پابندی پر شدید احتجاج کرتے ہوئے حکومت سے اپیل کی ہے کہ ان کتب سے پابندی اٹھالی جائے۔ کیونکہ یہ نہ صرف ملک کی سواد اعظم کے عقائد کی اشاعت ہے بلکہ اس سے جھوٹی تاریخ کے وہ تمام پردے ہٹ رہے تھے جو قرون وسطیٰ میں بعض مسلمان نما یہود نے ہماری سچی تاریخ پر ڈال دیے تھے اور وہی عناصر آج بھی مذہب اسلام کی بیخ کنی میں مصروف عمل ہیں۔

کارروائی اجلاس جڑانوالہ:

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام تحصیل و شہر جڑانوالہ کا ایک مشترکہ اور خصوصی اجلاس زیر صدارت مولانا میر زاہد مدظلہ منعقد ہوا۔ قاری عبد المجید صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ ڈاکٹر محمد یاسین نے مفتی محمد شفیع مرحوم کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ انہوں نے تقریر کرتے ہوئے

فرمایا کہ جمعیۃ علماء اسلام تحصیل اور شہر جڑانوالہ مولانا مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ مرحوم بہت بڑے عالم اور متقی پرہیزگار بزرگ تھے۔ آپ اسلاف کا نمونہ اور نشانی تھے۔ ہم تمام دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے اور ان کے جاری کردہ چشمہ کو سرسبز و شاداب رکھے۔ آمین۔ مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

چند قراردادیں

۱۔ خلفائے راشدین کے ایام سرکاری سطح پر منائے جائیں تاکہ ہماری نئی نسل خاتم النبیین محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں کی سیرت اور کردار سے روشناس ہو سکے۔ اور سیرت خلفائے راشدین کو ریڈیو اور ٹیلیویژن پر نشر کیا جائے۔

۲۔ جڑانوالہ کا نام بدل کر قاسم آباد رکھا جائے کیونکہ محمد بن قاسم مسلمانوں کے وہ عظیم راہنما تھے جن کی وجہ سے برصغیر میں اسلام کی کرن پھوٹی۔

۳۔ مرکزی جامع مسجد کو محکمہ اوقاف سے واگذار کیا جائے کیونکہ محکمہ اوقاف نے سیاسی نوعیت کی بنا پر اپنی تحویل میں لیا تھا اور عرصہ دو سال سے جب سے محکمہ اوقاف نے انتظام سنبھالا ہے مسجد کی حالت بہت ناگفتہ بہ ہے۔ انتظام بہت ناقص ہو چکا ہے۔ خطیب مسجد شمع رسالت کے پروانے اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے داعی مولانا میرزاہد مدظلہ، قاری عبدالمجید صاحب اور دیگر ملازمین کو چھ چھ ماہ تک تنخواہ نہیں دی جاتی۔ موجودہ کمرتوڑ مہنگائی میں ان کا گزارہ از حد مشکل ہے اس لئے مرکزی جامع مسجد کو فی الحال محکمہ اوقاف سے واگذار کیا جائے۔ اجلاس میں تمام سامعین نے پرزور تائید کی۔

آخر میں مولانا میرزاہد مدظلہ نے دعا فرمائی اور اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے برطرف کیا جائے

محب مائنز میں پانی بحال کر کے انکے موگے سرکاری طور پر منظور کئے جائیں

گذشتہ روز کوٹ سبزل میں جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام تبلیغی جلسہ عام ہوا جس میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی مبلغ مولانا سید منظور احمد شاہ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک میں قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے۔ اب غیر مسلم ہونے کے بعد کلیدی مرزائی افسر سازش کر رہے ہیں اس لئے مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے برطرف کیا جائے اور ملک میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔

جلسہ عام میں عبدالصبور خان ڈاہر نے مطالبہ کیا کہ محب مائنز میں پانی اور موگے سرکاری طور پر مہیا کئے جائیں۔

۲۔ مدرسہ دارالعلوم عثمانیہ چک ۸۸ پی میں یک روزہ عظیم الشان خلافت راشدہ کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں ملک کے مشہور و معروف علماء کرام شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، مجاہد اسلام مولانا محمد عبداللہ اسلام آباد، فخر جمعیۃ مولانا قاری حماد اللہ شفیق۔ مولانا محمد یوسف، مولانا غلام کبریا، مولانا شریف اللہ بستی مولویاں نے خطاب کیا۔ صوفی عبدالستار اور جناب عبدالرحیم ساجد اور حافظ محمد شریف پنجن آبادی نے نعتیہ کلام پیش کئے۔

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان نے اپنے خطاب کے دوران فرمایا کہ ملک میں نظام شریعت نافذ کر کے عوام کی بے چینی کو دور کیا جائے اور خلافت راشدہ کا نظام جاری کیا جائے۔ مولانا موصوف نے اڑھائی گھنٹہ تک قرآن و حدیث سے عوام کو مستفید فرمایا۔ یہ علم و عرفان کی بارش تقریباً رات کے ڈیڑھ بجے تک جاری رہی۔

حضرت دین پوری مدظلہ العالی سے ملاقات:

گذشتہ روز مورخہ ۲۱ جون ۷۸ء کو ملتان سے بذریعہ کار شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب درگاہ عالیہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت عبدالہادی سے ملاقات اور شرف زیارت حاصل کرنے کے بعد ملکی مسائل پر گفتگو ہوئی۔ بعد میں حضرت دین پوری مدظلہ العالی نے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آج ظہر کی نماز آپ جیسے موحد عالم دین کے پیچھے ادا کروں۔ چنانچہ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے اور چک ۸۸ پی کے جلسہ عام میں شرکت کی۔ اسی جلسہ عام میں علاقہ کے مشہور و معروف علماء کرام خصوصاً مولانا عبدالرحیم صاحب بستی مولویاں، مولانا شریف اللہ صاحب شیخ القرآن مولانا عبدالغنی صاحب جاجڑی خان پور سے مولانا عبدالمنان صاحب دین پوری، مولانا عبدالسمیع صاحب دین پوری، مولانا محمد قاسم صاحب دین پوری اور صادق آباد سے مولانا عبدالصمد صاحب مولانا نصر اللہ خان، مولانا غلام رسول صاحب حافظ منور حسین ضیاء، مولانا ابوبکر صاحب لیاقت پور سے۔ مولانا فیض اللہ روہیلانوالی سے مولانا شبیر احمد صاحب نے شرکت کی اور جلسہ عام نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

۳۔ ترنڈہ سوائے خاں میں ۲۲ جون ۷۸ء کو جلسہ عام ہوا جس میں مولانا قاری حماد اللہ صاحب شفیق، مولانا اللہ بخش صاحب صدیقی مولانا محمد رمضان علی پوری نے خطاب کیا اور عبدالمجید ندیم اور عبدالرحیم ساجد نے اپنے نعتیہ کلام پیش کئے۔

جلسہ عام سے مطالبہ کیا گیا کہ ملک میں اسلامی نظام شریعت نافذ کر کے عوامی مسائل حل کئے جائیں اور موجودہ مالیہ کی وصولی کا طریقہ ختم کیا جائے۔

موسمِ گرما کی چھٹیوں میں تنظیمی کام کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیجئے

قائد طلباء میاں محمد عارف

جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان کے مرکزی صدر اور قائد طلباء جناب میاں محمد عارف نے ایک پیغام کے ذریعے ملک بھر کے کارکنوں کی توجہ اس جانب مبذول کرائی ہے کہ آجکل گرمیوں کی چھٹیوں میں اپنے وقت کو بہترین مصرف میں خرچ کیجئے۔ آپ نے کہا ہر کارکن کا فرض ہے کہ روزانہ کچھ وقت اپنی جماعت کے تنظیمی کام کو آگے بڑھانے میں صرف کرے۔ آپ نے کہا کہ تنظیمی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اس سے بہتر وقت ایک طالب علم کے پاس نہیں ہوتا۔ آپ نے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ موسمِ گرما کی چھٹیوں میں کام کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیجئے۔

آپ نے کہا جیسا کہ ہر کارکن کو علم ہے کہ آجکل جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان کی معاونت سازی کی مہم پورے زور و شور سے جاری ہے اس لئے ہر کارکن کا فرض ہے کہ وہ اس مہم میں بھرپور حصہ لے کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں۔ آپ نے اپنے پیغام میں امید ظاہر کی ہے کہ کارکن سابقہ روایات کے پیشِ نظر معاونت سازی کی مہم کو کامیاب بنانے کے لئے کسی قسم کی کوئی کسر باقی نہیں چھوڑیں گے۔

دعائے صحت کی اپیل:

جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان کے آرگن ماہنامہ "عزمِ نو" کے ایڈیٹر اور کراچی لا کالج کے طالب علم راہنما، ہمارے محسن و مربی جناب ڈاکٹر منظور احمد جاوید گذشتہ چند دنوں سے سخت علیل ہیں۔ آپ آج کل ساہیوال ہسپتال میں زیر علاج ہیں جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی راہنماؤں نے تمام طالبات سے عموماً اور جماعتی دوستوں سے خصوصاً اپیل کی ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالٰے انہیں جلد صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ (آمین)

مستونگ:

گذشتہ روز جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان مستونگ (صوبہ بلوچستان) کے کارکنوں کے ایک اجلاس میں جو زیر صدارت خلیل الرحمٰن بنگل زئی منعقد ہوا تحصیل مستونگ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر :	محمود خلیل صاحب
نائب صدر اول :	شبیر احمد
" " دوم :	عبدالغفار شاکر
ناظم عمومی :	خلیل الرحمٰن بنگل زئی
" اول :	پیر محمد بنگل زئی
" دوم :	عبدالصمد
" اطلاعات :	سلیمان اڑدو
" مالیات :	محمد ایوب کاشف

شمولیت:

گذشتہ روز جمعیۃ طلباءِ اسلام کے پروگرام سے متاثر ہو کر شکارپور گورنمنٹ ڈگری کالج کے ممتاز طالب علم راہنما لالہ صادق علی خان عرف لالہ احسان خان نے اپنے ساتھیوں سمیت جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ جمعیۃ صوبہ سندھ کے ناظم مالیات جناب غلام قادر بردھی اور جمعیت سکھر ڈویژن کے نگران نذیر احمد بھیوار اور مقامی کنونیر عبدالباری شیخ نے ان کی شمولیت کا خیر مقدم کیا ہے۔

میرپور خاص:

گذشتہ روز جمعیۃ طلباءِ اسلام میرپور خاص کے کارکنان کا ہفت روزہ اجلاس دفتر جمعیۃ میں منعقد ہوا۔ مختلف شعبوں کے ناظمین نے اپنے اپنے شعبے کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں اس اجلاس میں جمعیۃ کے پروگرام سے متاثر ہو کر درج ذیل دو ساتھیوں نے باقاعدہ جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ شمولیت اختیار کرنے والوں کے نام یہ ہیں

۱۔ جناب منظور احمد اور
۲۔ جناب حفیظ اللہ

گوٹھ حاجی خان کلہوڑہ

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباءِ اسلام گوٹھ حاجی خان کلہوڑہ کے کارکنان کا ایک اجلاس مقامی دفتر میں زیر صدارت حضرت مولانا حافظ رحیم بخش سومرو میں منعقد ہوا۔ اجلاس سے حضرت مولانا رحیم بخش سومرو۔ حافظ عبدالرشید کلہوڑہ۔ جناب غلام مرتضٰے سومرہ اور جناب بشیر احمد سومرہ نے خطاب کیا۔

بھوئی گاڑ:

جمعیۃ طلباء اسلام بھوئی گاڑ کی طرف

سے منعقدہ تحریری انعامی مقابلہ کے نتائج کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا ہے جس کے مطابق درج ذیل ساتھیوں نے انعامات حاصل کئے:-

اول انعام : آفتاب احمد صابری آف جہلم
دوم " : حافظ ہارون الرشید اوکاڑہ
سوئم " : قاری محمد سعید اختر آف ساہیوال

انتخاب (ڈیرہ اسمٰعیل خان):

گزشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان کے کارکنان کا ایک انتخابی اجلاس زیر صدارت ناظم جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد جناب نگین خان سید منعقد ہوا جس میں درج ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

سرپرست : عبدالسلام صاحب
صدر : عبدالرحیم صاحب فاروقی
نائب صدر : محمد رفیق
ناظم عمومی : حامد علی
ناظم : عبداللہ
" اطلاعات : زاہد حسین
" دفتر : الطاف قادر

محمد پور (ضلع بہاولنگر)

سرپرست : حضرت مولانا محمد شریف صاحب وٹو
صدر : محمد اسلم قادری
نائب صدر : سلطان احمد
ناظم عمومی : سعید فاروقی
" : اللہ دتہ میانہ
" اطلاعات : قاری شفیق احمد
" مالیات : اکرام الحق
" دفتر : منظور احمد

ڈاہرانوالہ (ضلع بہاولنگر)

صدر : محمد اصغر
ناظم عمومی : محمد اختر

ڈاہرانوالہ ہائی سکول:

صدر : عطاء الرحمٰن
ناظم عمومی : حافظ عطاء الرحمٰن

فقیر والی (ضلع بہاولنگر)

سرپرست : مولانا محمد قاسم صاحب
صدر : اشفاق احمد
نائب صدر اول : محمد صدیق
نائب صدر دوم : فضل کریم
ناظم عمومی : شفیق احمد
ناظم : محمد ظفر اللہ
" نشرواشاعت : محمد صالح
" مالیات : مولوی محمد رحمان
" دفتر : مشتاق احمد کشمیری

چمن کی دینی درسگاہ کی امداد بحال کی جائے



مکرمی!

میں آپ کے جریدہ کی وساطت سے مرکزی حکومت سے چند تکلیف دہ گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ بھٹو کے ظالمانہ دور میں ہم نے اس کے خلاف کلمۂ حق بلند کیا اور اس کے ہر غلط اقدام کی پرزور مخالفت کی۔ اسی جرم کی پاداش میں ہم پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑے گئے تھے۔ کئی دفعہ جیل جانا پڑا، اور ہر طرح ہمیں معاشی طور پر تنگ کیا جاتا رہا لیکن ہم اکابرین جمعیۃ علماء اسلام اور اتحاد کے ہر اشارہ پر اپنا تن من دھن قربان کرنے پر کمربستہ رہے۔

گذشتہ سال ۲۰ مارچ کو مجھے جیل بھیج دیا گیا اور اس طرح میں نے چھ ماہ کا عرصہ سبی جیل میں گذارا لیکن سب سے بڑا ظلم اس وقت کیا گیا جب مدرسہ کو سالہا سال سے دی جانے والی گرانٹ بھی بند کر دی۔ یہ گرانٹ میونسپلٹی کی طرف سے ملتی ہے اور یہ سلسلہ ۲۱ مئی ۱۹۷۷ء سے اب تک جاری ہے۔ ہم نے صوبائی مارشل لاء حکام سے اس سلسلہ میں رابطہ کیا لیکن افسر شاہی نے اب بھی ہر قدم پر رکاوٹیں کھڑی کیں لیکن اب مارشل لاء حکام اس بات پر رضامند نظر آتے ہیں کہ اب سے گرانٹ بحال کر دی جائے، تو میں صوبائی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سے مؤدبانہ پوچھتا ہوں کہ گذشتہ ایک سال کی گرانٹ ہمیں کس جرم کی پاداش میں نہیں دی جا رہی۔

میں آخر میں پرزور اپیل کرتا ہوں کہ ہمارے مدرسہ کی گرانٹ اسی تاریخ یعنی مئی ۱۹۷۷ء سے بحال کی جائے تاکہ علوم اسلامیہ حاصل کرنے والے مقامی و مسافر طلباء کی معاشی مشکلات دور ہو سکیں۔

قاری ولی محمد، مہتمم و بانی،
مدرسہ عربیہ ولیحیہ تعلیم القرآن رجسٹرڈ
بال روڈ، چمن (بلوچستان)

سریاب چیک پوسٹ کی دھاندلی:

مکرمی!

میں پاکستان کا ایک ذمہ دار شہری ہوں، میرا مستونگ میں جنرل سٹور کا کاروبار ہے اور ہمیں کوئٹہ سے ضروریات کا سامان دکان کے لئے لانا پڑتا ہے۔ راستہ میں سریاب کسٹم چیک پوسٹ پڑتی ہے۔ یہ حکام ہم ایسے شریف دکانداروں کو بلا وجہ تنگ کرتے ہیں۔ دکان کے لئے سامان لانے پر بھی ان کی مٹھی گرم کرنی پڑتی ہے اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو کسی بہانے سامان اتار کر بہت خراب کرتے ہیں۔ اسی طرح گذشتہ دنوں میں نے کوئٹہ سے دکان کے لئے پانچ صد روپے کا سامان خریدا اور چیک پوسٹ والوں کو رشوت نہ دینے کی پاداش میں سامان انہوں نے روک لیا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ہم مستونگ کے دکانداران آپ کے پرچہ کی وساطت سے یہ بات حکومت کے نوٹس میں لا کر اپنے لئے تحفظ چاہتے ہیں۔

ندیم خان، مسلم جنرل سٹور
مسجد روڈ، مستونگ ضلع قلات، بلوچستان

مارشل لاء حکام بلوچستان توجہ فرمائیں:

مکرمی!

ہم آپ کے جریدہ کے توسط سے حکام بالا کے نوٹس میں یہ چیز لا رہے ہیں کہ افسر شاہی اب بھی عوام کے مسائل میں قطعاً دلچسپی نہیں لے رہی۔ دفتری کام اب بھی ان لوگوں کے ہوتے ہیں جو لوگ صاحب حیثیت ہیں اب غریب کا اب بھی کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ اس طرح عوام کی مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے اور فوجی حکام کی بدنامی۔

اسی طرح سابقہ حکومت کی طرح موجودہ حکام بھی تعلیم زراعت اور معیشت کے سلسلہ میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لے رہے۔ اس سلسلہ میں صوبائی حکومت کو نئے بجٹ میں خاص توجہ دینی چاہیئے۔

آخری گذارش میں جنرل ضیاء الحق کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں کہ آپ سے مسلمانان پاکستان کو بہت امیدیں وابستہ ہوگئی تھیں، آپ کا دل اسلام کے جذبہ سے سرشار نظر آتا تھا لیکن ایک سال گذرنے کے باوجود آپ نے اسلام کے لئے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا۔ کیا ہم یہ سمجھیں کہ یہ تمام زبانی جمع خرچ تھا۔ خدارا اپنے وعدوں ہی کا پاس کریں۔

سید (مولانا) داد اللہ
مہتمم مدرسہ عربیہ مظہر العلوم، سورغنڈ
ضلع پشین (بلوچستان)

سکولز کی حالت زار:

آپ کے ہفت روزہ "ترجمان اسلام" کی وساطت سے محکمہ تعلیم کے حکام سے یہاں کے سکولوں کی حالت زار بیان کرتا ہوں۔

ہمارا گاؤں چک ۱۷۶/پی صادق آباد کی بلدیہ کی حدود میں واقع ہے۔ یہاں گرلز سکول پرائمری اور بوائز سکول پرائمری مدت سے منظور ہیں لیکن گرلز سکول کے لئے آج تک کوئی جگہ مخصوص نہیں کی گئی۔ نہ کوئی عمارت بنائی گئی۔ میرے ہی مکان میں گرلز سکول کی کلاسیں عرصہ دس، پندرہ سال سے لگ رہی ہیں۔ اگر میں بھی جواب دوں تو پھر سکول کا خدا حافظ ہے اور بوائز پرائمری سکول کے لئے گورنمنٹ کی جگہ موجود ہے۔ گاؤں والوں کی اعانت سے ایک کچی سی دو کمروں کی عمارت عرصہ ہوا کھڑی کی تھی اب وہ بھی جواب دینے کو ہے۔ کئی بار براہ راست محکمہ تعلیم کے اہلکاروں سے بذریعہ درخواست

گذارشات کی گئی ہیں لیکن ان کے جوں تک نہ رینگی اب اخبارات میں بھی حکام بالا سے رابطہ اور اپنی آواز پہنچانے کی کوشش کی ہے لیکن ابھی تک کوئی حرکت تو نہیں ہوتی نظر آتی

منور حسین ضیاء

چک ۱۶۶ پی ، صادق آباد

بہتر ہے :

۱۶ جون کا شمارہ نظر سے گذرا، پڑھ کر از حد خوشی ہوئی۔ بفضل تعالیٰ ترجمان اسلام پہلے سے بہت بہتر آرہا ہے۔ اس دفعہ کا اداریہ حضرت حاجی محمد زمان اچکزئی کا انٹرویو، حضرت علامہ زاہد الراشدی کا خطاب، ملتان کی ڈائری خوب تھی بسلسلہ پولیس اور عوام تو عوام کے دل کی آواز تھی۔ تلخ و شیریں کا تو جواب نہیں۔ امید ہے کہ ترجمان اسلام آئندہ پہلے سے بھی بہتر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اس ہفت روزہ کو ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد منعیم بادشاہ

لنڈا بازار لاہور

ضروری گذارش :

مکرمی!

آپ کے جریدہ کی وساطت سے قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان، پاکستان کی فعال قومی جماعت ہے جس میں علماء کے علاوہ مزدور، کسان۔ وکلاء۔ تاجر۔ دانشور۔ زمیندار دیگر ہر طبقے کے لوگ شامل ہیں لیکن بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان صرف علماء کی جماعت ہے۔ واقعی یہ درست ہے کہ جماعت کے نام سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ علماء تک محدود ہے۔ گذشتہ دنوں نوائے وقت کے ایک مضمون میں تھا کہ فلاں جماعت ایسے اور فلاں ایسے اور جمعیت صرف علماء کی جماعت ہے۔ نوائے وقت کا یہ مضمون سعودی عرب میں پاکستانی شہری کا تھا۔ اس لئے آپ کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا نام تبدیل کیا جائے تاکہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے۔ امید ہے آپ ضرور غور فرمائیں گے۔

شیخ خالد محمود

خالد شو سٹور، ۷ کلیار مارکیٹ

سرگودھا

محاسبہ کیا جائے :

مکرمی!

یہاں پچھتر فی صد طبقہ غریبوں پر اور پچیس فی صد سرمایہ دار اور اجارہ داروں پر مشتمل ہے۔ لیکن پھر بھی یہ اجارہ دار قسم کے لوگ غریبوں پر طرح طرح کے دباؤ ڈال کر ان کو ذہنی کوفت پر مجبور کر دیتے ہیں۔ بھٹو شاہی دور ان لوگوں کے لئے حوصلہ کن ہی نہ تھا بلکہ ان کی پرورش کا ذریعہ بھی تھا۔ پٹواریوں۔ گرداور کی ملی بھگت سے ان لوگوں نے اراضی دیہہ شاملات جو قومی ملکیت میں استعمال ہوتی تھیں جن میں گذرگاہیں ـــ چراہ گاہیں۔ اسکول و دیگر قومی منصوبوں کے لئے صرف تھی ناجائز تجاوزات شروع کر کے بوگس الاٹمنٹ کرالیں۔

علاقہ پولیس یہاں کے عوام کے لئے دردسری سے کم نہیں کیونکہ یہ ان کے عشرت کدوں پر آکر جانبداری کا پاس رکھ کر فیصلے اور رجز نامے کرجاتے ہیں حالانکہ پولیس ہی کا ایک محکمہ ایسا ہوتا ہے جو انسانی عزت کا تحفظ کرتا ہے اور شرفاؤں کی عزت بچاتا ہے۔ یہاں کے قومی منصوبے جن پر قومی دولت کا ضیاع بے دردی سے کیا گیا نامکمل پڑے ہیں خصوصاً پانی۔ یہ منصوبہ ایک لاکھ اسی ہزار یا اس سے زائد چھ سال سے ناگفتہ بہ حالت میں پڑا ہے۔ علاقائی خواتین کو تین میل پہاڑی رستوں سے گذر کر پانی مہیا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح خانس پور تا مٹھیال روڈ جس کو بنانے کے لئے حکومت کی مشینری بھی استعمال ہوئی نامکمل پڑا ہے۔ اس کے قریبی بستی ریکوٹ تمام گوناگوں مسائل سے دوچار ہے۔ ابھی اصلاحی کمیٹی بنی جس میں داغدار ماضی کے لوگوں کو چنا گیا۔

میں مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون "بی" سے گزارش کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں سدباب کیا جائے

عثمان غنی

خانس پور، ایوبیہ

اسلامیات شامل کی جائے :

مکرمی!

ملک بھر کے باربر وہیئر ڈریسر پیشہ وروں کی اس واحد نمائندہ اور منظم فیڈریشن نے مندرجہ بالا عنوان کے تحت ۱۲ جون ۱۹۷۸ء کو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر، تعلیم و مذہبی امور کے مشیروں، سیکرٹری وزارت تعلیم، چیئرمین اسلامی نظریہ کی کونسل اور چاروں صوبوں کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹروں، محکمہ ہائے تعلیم کے سیکرٹریوں اور فنی تعلیم کے بورڈوں کے چیئرمینوں کو ایک یادداشت ارسال کی ہے۔

ہماری آرزو و تمنا اور کوشش و جدوجہد ہے کہ ہمارے گیسو آرائی و تزئین کاری کے پیشہ و کاروبار میں اسلامی اصولوں و ہدایات پر انتہائی سنجیدگی و ایمانداری اور مکمل سختی و پابندی سے عمل درآمد ہو۔ ہم ایسے تمام کام و امور اور ایسی ساری مصروفیات و خدمات کو یکدم چھوڑ دینے کو بخوشی تیار اور رضاکارانہ آمادہ ہیں جن کی قرآن مجید اور احادیث میں واضح ممانعت کی گئی ہے تاکہ ہم صحیح معنوں میں جائز و حلال روزی کما سکیں اور دنیا و آخرت دونوں میں سرخرو ہو سکیں۔

ہم آپ کے موقر جریدے کی وساطت سے تمام متعلقہ حکام سے عاجزانہ درخواست کرتے ہیں کہ ہماری اس درخواست پر عملدرآمد کرایا جائے۔

اسلام سلمانی بی اے

سیکرٹری جنرل

پاکستان نیشنل ہیر ڈریسر فیڈریشن

کورنگی ٹاؤن شپ

کراچی ۳۱

